SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday February 12, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (۱۹۸) وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ
لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۱۹۹)

ترجمہ :- لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے، ان کے لئے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ اور ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کے ہاں سے ان کی مہمانی ہے۔ اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہت اچھا ہے، اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اس کتاب پر جو تم پر نازل ہوئی۔ اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے، یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں تیار ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday February 12, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (۱۹۸) وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ

بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ

لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۱۹۹)

ترجمہ:۔ لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے، ان کے لئے باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اور ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کے ہاں سے ان کی مہمانی ہے۔ اور جو کچھ خدا کے ہاں ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہت اچھا ہے، اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو خدا پر اور اس کتاب پر جو تم پر نازل ہوئی، اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور خدا کی آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہیں لیتے، یہی لوگ ہیں جن کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں تیار ہے اور خدا جلد حساب لینے والا ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

<u>جناب چیئرمین</u>:- جزاک اللہ، کچھ رخصت کی درخواستیں ہیں

پروفیسر خورشید احمد صاحب نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۱۲ فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

<u>جناب چیئرمین</u>:- جناب صاحبزادہ یعقوب خان صاحب نے چین کے دورہ کی بنا پر ۱۲ اور ۱۳ فروری کے لئے ایوان میں حاضر نہ ہو سکنے کی اطلاع دی ہے۔

Mr. Chairman: Now we deal with the privilege motions and adjournment motions.

Col. (Retd.) Ghulam Sarwar Cheema: Point of order Sir.

Mr. Chairman: Mr. Ghulam Sarwar Cheema on a point of order.

POINT OF ORDER RE: LATE COMMENCEMENT OF THE SESSION.

Col (Retd.) Ghulam Sarwar Cheema: Sir, being the Upper House of Parliament the Senate hopefully contains the senior leadership of the country. I think being the Upper House of the Parliament we are expected to set a better example of collective sense of responsibility, I don't think it is in the fitness of things to start the session thirty five minutes later than the laid down time. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: I think you are right. We should try to be punctual and also I am glad that you mentioned the point about responsibility of the Senate. The attendence of the Ministers in this House has not been very encourging. We had the occasion to point this out to Mr. Javed Jabbar last occasion and the reason of course was that there were by-elections and other matters coming up but now that we are through with that process I hope the Ministers will take full interest in the proceedings of the Senate. Yes Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، وزیر صاحب کے ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے اس طرف توجہ مبذول کرائی، ہونا تو یہ چاہیے کہ وقت پر، معینہ وقت پر اجلاس شروع ہو۔ آپ کی خدمت میں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وزیروں کو کم ازکم یہ ہدایت کی جائے کہ وہ بھی اس پر ہاؤس میں آیا کریں تاکہ وہ بھی یہاں پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، سب کے لیئے یہی ہدایت ہے اور وزیر صاحب نے بھی بالکل فرمایا ہے کہ اجلاس وقت پر شروع کرنا چاہیئے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ ممبران بھی اور وزرا صاحبان بھی وقت پر تشریف لائیں گے۔

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی ۲۵ تاریخ کو ٹی وی والوں نے مجھ سے ایک تقریر اس ہاؤس سے متعلقہ ریکارڈ کروائی تھی، لیکن اس کو انہوں نے میرے خیال میں حذف کر دیا۔ معلوم نہیں ہے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں، ان کی پسند کے مطابق یہ نہیں تھی یا کیا بات تھی۔

جناب چیئرمین: یہ میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے، اسکے متعلق یہ آپ سے علیحدگی میں بات کر لیں گے۔

قاضی عبداللطیف: جناب اس پر میری تحریک استحقاق تھی۔

جناب چیئرمین: جب یہ آئے گی تو اس پر بات کر لیں گے۔

قاضی عبداللطیف: یہ جناب آئی کیوں نہیں، یہ آنی چاہیے تھی حضرت، کافی دن ہو گئے ہیں کہ میں نے پیش کی تھی۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اگر آپ مجھ سے دفتر میں مل لیں تو ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل تلاش کر لیا جائے۔ اب تحاریک التوا کو لیتے ہیں

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں جناب والا! آپ کی اجازت سے، اپنی طرف سے، اس ہاؤس کی طرف سے افواج پاکستان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے recently surface to surface میزائل، کامیابی سے ٹیسٹ کیئے ہیں ان کا یہ اقدام قابل مبارک باد ہے اور ملک کے بہترین مفاد میں ہے ہماری دعا ہے اور خواہش ہے کہ وہ اس میں مزید ترقی کریں تاکہ ہمیں اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونے کا موقع مل سکے۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا، لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے خیالات سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا میرا خیال ہے کہ سارا ایوان اس میں شامل ہوگا۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین: اب تحریک التوا نمبر ۱۰ کو لیتے ہیں، یہ پروفیسر خورشید احمد صاحب کی جانب سے ہے، انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہوئی ہے، نمبر ۱۱، ۱۲، ۱۳ بھی انہی کی جانب سے ہیں اس کے بعد طارق چوہدری صاحب کی جانب سے نمبر ۷۵ ہے جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین! ۱۳/۱۴ کے بعد "۵۷" کا نمبر آتا، اور درمیان کی جو تحاریک ہیں ان کو ہضم کرنے کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: طارق چوہدری صاحب، یہ جو ۱۲/۱۳ ہیں، یہ ڈیفر ہوتی چلی آرہی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ وہ اپنے بھائی کی علالت کے باعث انگلستان گئے ہوئے تھے۔ تو ان کی عدم موجودگی کی بنا پر ان کو موخر کیا گیا تھا۔

(i) RE: IMPORT OF MERCEDESE CARS FOR THE USE OF MINISTERS

جناب محمد طارق چوہدری: ٹھیک ہے۔ میں اپنی تحریک پیش کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق وزراء اور دیگر اعلیٰ احکام کے لئے مرسیڈیز گاڑیاں منگوائی جا رہی ہیں، جن میں سے وزراء کے لئے دس مرسیڈیز گاڑیاں عنقریب پہنچ جائیں گی۔ ان حالات میں جب کہ ملک گوناگوں معاشی مسائل سے دوچار [illegible] اقوامی قرضوں میں بری طرح پھنسا ہوا ہے غریب قوم کے اعلیٰ حکام کے لئے مہنگی گاڑیاں کی [illegible] خود غرضی اور عیاشی کے مترادف ہے۔ بے جا اسراف کے اس عمل پر غور کرنے کے لئے اس مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: I am opposing it, Sir. And I want to make a statement that there is no such truth in this press report and there is no point even bringing it into discussion because factually I am saying it is totally incorrect.

Mr. Chairman: So, this newspaper report is incorrect.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: It is totally incorrect.

جناب چیئرمین:۔ میرا خیال ہے کہ طارق چوہدری صاحب جب وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اخباری اطلاع غلط ہے تو اس پر آپ کا کیا ردعمل ہے

جناب محمد طارق چوہدری:۔ غلط ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ میں پریس نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: So, it is disposed of as being not pressed.

Next adjournment motion is in the name of Mr. Tariq Chaudhary.

ADJOURNMENT MOTION NO. 61

(ii) RE: DEPLOYMENT OF 'RANGERS' INSTEAD OF PUNJAB POLICE DURING BY-ELECTIONS

جناب محمد طارق چوہدری:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قومی اہمیت کے حامل اس عوامی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ وفاقی وزیر داخلہ جناب اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ پنجاب پولیس جانبدار ہے۔ لہذا رینجرز کو گشت کا حکم دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ ضمنی انتخابات کے بارے میں کسی حلقے سے بھی چیف الیکشن کمشنر یا وزارت داخلہ کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں صوبائی حکومت کی اجازت کے بغیر یکطرفہ طور پر کسی صوبے میں رینجرز کی تعیناتی بہت ہی پیچیدہ مسئلہ پیدا کر دے گی۔ لہذا اس اہم مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: I think it is being opposed but Mr Aitzaz Ahsan unfortunately is not available today because he is participating in the meeting on law and order. Therefore, if this could be deferred to another date, then he will be able to make a statement.

جناب چیئرمین:۔ میرے خیال میں طارق صاحب اس کو ڈیفر کر دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری:۔ ٹھیک ہے جی۔ اس کو ڈیفر کر دیں۔

قاضی عبداللطیف:۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جب وہ موجود نہیں ہیں تو طارق رحیم صاحب ان

کی جانب سے مخالفت کیسے کر رہے ہیں ممکن ہے وہ مان ہی جائیں ۔

جناب چیئرمین :۔ انہوں نے اس طرح کی مخالفت نہیں کی ۔

(Pause)

Mr. Chairman: Now, the next item on the agenda is discussion on the political situation, I hope we will be able to wind up this discussion today.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: There is a resolution of mine about the 'Stanic Verses' and I have moved another motion that Rule No. 236 may be suspended because this is a matter of urgent public importance which has shaken the faith of every Muslim in Pakistan and there are domonstrations going on and this subject has hurt our feelings in a manner that all other subjects must be taken after this discussion has taken place.

Mr. Chairman: Mr. Siddiqui, this is a matter of very serious nature and it has already been taken note of by the House. On a call attention notice by Qazi Hussain Ahmed, the Minister for Information has already made a statement on this and as far as this resolution is concerned, as you know according to the rules first of all the office has to examine its admissibility and whether it can be brought up before the House then it goes into a ballot and only those resolutions come up which come out during the ballot. Now, by taking this out of turn would mean that the other matters which have come out in the ballot will a have to be put off which would effect the rights of others. So, I think, since the matter has already been taken note of by the House and it has already been discussed and a statement given, may be we can take it up at a later stage.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, may I with your permission humbly submit that (a) this is not a resolution of the ordinary nature, (b) this is a subject where every Muslim in this country as well as in the entire Islamic World is affected. All other resolutions are absolutely of no consequence and no importance vis-a-vis this one and I have already moved the application that the rule be suspended. The concerned rule will be Rule No. 26(1).

Mr. Chairman: Before we come to the rule the resolution has to come before the House before we take it out of turn. It is not

even before the House. We have not even examined it. So, how can we bring it out of turn? It is not even before the House.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: You will aree Mr. Chairman, with me that after the mischief is done.

Mr. Chairman: No, the mischief has been taken care of.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: If the resolution comes because of the call attention notice, no discussion could take place. We are in session and what will be impression in the general public and the Muslims of Pakistan.

Mr. Chairman: The matter has been condemned by a resolution in the National Assembly. It has also been discussed in this House on a call attention notice. The Minister has reiterated the sentiment he expressed in the National Assembly. He said that they fully shared the sentiments of the National Assembly that this be condemned. They have also said, that they would like to ban all publications of that author. What more do you want ? So, why should we distrub the agenda ?

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I want that this Senate should play a more definite and positive role by passing the resolution.

Mr. Chairman: Mr. Siddiqui a very definite role has been played. The National Assembly has condemned it. The Senate has added its weight to that resolution. The Minister for Information has made a statement in this House. Qazi Hussain Ahmed has brought it before the House. So, I don't think we can bring it up at this stage.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: But nobody had a chance to give the correct facts.

Mr. Chairman: You see, it is not a question of chance. It is a question of expression of sentiments by the House. Resolution is expression of opinion by the House. This has been done not only by this House but by the entire country.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Yes. But this House which is the Upper House, the people of Pakistan expect that they should

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

look into this and I feel that in all fairness you should take the sense of the House and I hope no Member in this House would oppose my request to suspend the rules or ballot and everything and to take this resolution out of turn. And if you feel that its importance is not so much. . . . .

Mr. Chairman: No, no it is very important but the matter has already been discussed.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: At least you should take the consensus of the House as to what are the feelings of the House

Mr. Chairman: You see, it is very important. It has been discussed. It has been disposed of. We will take it up on its turn. Thank you. 'political situation', Mian Alam Ali Laleka, (not present), Mr. Abdul Majid Kazi.

قاضی عبداللطیف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی جناب قاضی عبداللطیف صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

قاضی عبداللطیف: گزارش یہ ہے جناب والا کہ پرائیویٹ شریعت بل جو میری اور مولانا سمیع الحق کی جانب سے پیش ہوا تھا۔ تقریباً چھ ماہ سے زائد ہو گئے ہیں کہ کمیٹی کے حوالے ہوا تھا تو قاعدہ ۱۹۲ کے مطابق ۹۰ دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ آنی چاہیئے تھی لیکن آج تک نہیں آئی۔ تو میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ مہربانی فرما کر اس کو دوبارہ ایوان میں لایا جائے۔

Mr. Chairman: Is the Minister for Religious Affairs present in the House? (not present) Mr. Law Minister, can you give us some guidance on this matter ?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: I don't know about the Committee because it has been referred to the Standing Committee, I believe.

Mr. Chairman: The Minister for Religious Affairs is the Chairman of that Committee

Syed Iftikhar Hussain Gilani: We will find out.

Mr. Chairman: If you can kindly find out then we can take up this matter which has been pending for sometime.

قاضی عبداللطیف: میں گزارش کروں گا جناب والا! کہ میں تحریک پیش کر رہا ہوں۔ اس کو اگر اس وقت منظور کر لیا جائے تو اس کے بعد وہ اس کے متعلق تحقیقات کریں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب تحریک کا مسئلہ پھر وہی آئے گا جو صدیقی صاحب کی تحریک کے بارے میں آیا ہے۔ تحریک آپ پیش نہ کریں۔ آپ کا مقصد حل ہو جائے گا کیونکہ وزیر قانون اس سے بات کریں گے میرے خیال میں اگلی دفعہ لے کے آئیں گے یا ان سے اس شریعت بل کے ساتھ منسلک کر دیں گے جو اس وقت ایوان میں آنا ہے۔

قاضی عبداللطیف: وہ شریعت بل جو آنا ہے وہ آپ آرڈیننس والا کہہ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: نہیں۔ انہوں نے تو ابھی کچھ نہیں کہا۔ میں ویسے ہی سوچ رہا تھا کہ وہ شریعت بل

آپ کا آجائے گا یا کسی طریقے سے وہ شریعت آرڈیننس اس کے ساتھ منسلک ہو جائے گا۔

قاضی عبداللطیف: شریعت آرڈیننس قاعدے کے لحاظ سے پہلے قومی اسمبلی میں آئے گا۔ اس کے بعد یہاں آئے گا اور یہ یہاں پر پیش ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: بہر حال اس کو ہم دیکھ لیں گے فی الحال یہ ہے کہ چونکہ وزیر متعلقہ موجود نہیں ہیں اور گیلانی صاحب وعدہ کیا ہے کہ ان سے بات کر کے ایوان کو بتائیں گے کہ اس کے بارے میں وہ کیا موقف اختیار کرتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف: میں آپ کی اجازت سے وزیر قانون صاحب سے اتنا دریافت کروں گا کہ کیا قاعدے کے مطابق ۲۴۱ دفعہ کے تحت کیا اس کا آنا ضروری ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں وہ اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔ ان کو پتہ نہیں ہے۔ وہ پتہ کر کے سارے حالات کا پھر آپ کو مطلع کریں گے اور میں ایوان میں اس کو لانے کی

کوشش کروں گا۔ جی قاضی عبدالمجید صاحب 'Political situation' پر آپ فرمائیں۔

FURTHER DISCUSSION ON POLITICAL SITUATION IN THE COUNTRY

قاضی عبدالمجید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم معاملے پر بات کرنے کا موقع دیا ہے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے فاضل دوستوں نے اپنے سیاسی علم کے مطابق بہت سے خیالات پیش کئے ہیں اس لئے میں کوشش یہ کروں گا کہ میں وہ باتیں لوں، جن کا ابھی تک یہاں ذکر نہیں کیا گیا۔ الیکشن کے معاملے میں یہ ایک حقیقت ہے کہ جس طریقے سے غیر جانبدارانہ الیکشن ہوئے ہیں پوری دنیا نے ان کو acclaim کیا ہے جس میں ہمارے صدر غلام اسحاق خان صاحب اور چیف آف آرمی سٹاف ساتھ ساتھ چیف الیکشن کمشنر یہ سب اس مبارک کے مستحق ہیں جس طریقے سے انہوں نے اس کو conduct کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ جن پارٹیوں نے الیکشن میں حصہ لیا ہے عوام نے جس نظم وضبط سے کام لیا ہے اور الیکشن بالکل بغیر کسی ہنگامے کے ہوئے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا لہٰذا میں ان کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ الیکشن ماشاءاللہ ٹھیک ٹھاک ہو گئے بائی الیکشن بھی ہو گئے باقی ایک آدھ الیکشن رہ گیا وہ بھی انشاءاللہ ختم ہو جائے گا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ الیکشن ختم ہونے کے بعد جو confrontation کی پالیسی چل رہی ہے جس طریقے سے پارٹیز کا آپس میں ٹکراؤ ہے، بیان بازی ہو رہی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ یہ بھی اس کے بعد ختم ہو جائے گا اور اس معاملہ میں، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ جو پارٹیاں صوبوں میں کام کر رہی ہیں یا جو سنٹر میں کام کر رہے ہیں وہ پبلک کے ووٹوں یعنی ووٹرز کے مینڈیٹ کے ساتھ کام کر رہی ہیں اور ہمارا یہ فرض ہے کہ جو صوبائی حکومت ہے وہ اپنی طرف سے کام کرے جب تک ان کے پاس مینڈیٹ ہے اس کو حکومت میں رہنے کا حق ہے سنٹر میں جو پارٹی کام کر رہی ہے جو مینڈیٹ لے کر آئی ہے ان کو پورا حق ہے اور ہمیں چاہیئے کہ اس کو موقع دیں اور کسی کو dislodge کرنے کی بات سے کچھ نہیں بنتا اس کے لئے باقاعدہ constitutional method موجود ہے اگر کسی بھی حکومت کو dislodge ہونا ہے تو اس کا باقاعدہ طریقہ ہے There is a proper way اگر ایم پی ایز ہیں وہ ان کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ کوئی vote of no

confidence pass کرسکتے ہیں similarly centre میں ایم این ایز ہیں
وہ کرسکتے ہیں لہٰذا ہمیں constitutional path اپنانا چاہیئے اور جو بھی فیصلے ہونے چاہئیں وہ
اسمبلی کے اندر ہونے چاہئیں مگر اس طریقے سے بیان بازی سے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا
میں اپیل کروں گا کہ ہمیں تھوڑا سا یہ دیکھنا چاہیئے کہ democracy کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے اور
میں یہ کہوں گا کہ صوبائی اور مرکزی حکومتیں جو کام کر رہی ہیں ہمیں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے تاکہ
democracy آگے بڑھے کیونکہ اگر اس کو ہم نے نظر انداز کیا تو خاطر خواہ نتیجے نہیں نکلیں
گے اور یہ جمہوریت کے لئے ایک صحیح چیز نہیں ہوگی اللہ کرے یہ confrontation ختم ہو جائے
اور ہم جمہوریت کی راہ پر ٹھیک ٹھاک چلیں ۔

اس کے علاوہ Pakistan is an independent sovereign country اور
یہ بھی سنا گیا ہے کہ امریکہ والے یا دوسری حکومتیں ہمارے ہاں مداخلت کرتے ہیں اور ہر ایک چیز
میں ہمارے International Affairs میں مداخلت کرتے ہیں میں تو اس کو اس طریقے
سے سوچوں گا کہ اگر ہم economically strong ہیں اور ہمیں کسی کے سامنے بھیک مانگنے کی
ضرورت نہیں ہے تو ہم لوگ اپنے تشخص اور sovereignty کو برقرار رکھ سکتے ہیں
اور اس بات کے اوپر میں تھوڑی سی توجہ دلاؤں گا جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارا خزانہ خالی ہے
ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے یہ ہمیں پتہ ہے ۲۶ ملین ڈالر کا ہمارے اوپر قرضہ ہے ۱۴ بلین
روپوں کا ہمارے ہاں deficiet financing ہے اور ہماری آنے والی نسل بھی مقروض
ہے تو یہ چیزیں آخر کیوں ہوتی ہیں اور کیوں ایسے طریقے سے ہو رہا ہے ۔

POINT OF ORDER; RE: TALKING TO VISITORS SITTING IN GALLERIES

Mr. Chairman: Mr. Salim Saifullah Khan on a point of order.

Mr. Salim Saifullah Khan: Mr. Chairman, Sir, the Minister for Housing and Works is talking to the visitors in the gallery.

Mr. Chairman: Mr. Jehangir Badr, you are not supposed to talk to anybody in the galleries according to the rules.

Mr. Jehangir Badr. I am sorry, Sir.

Mr. Chairman: Your point of order is upheld. Yes Kazi Abdul Majid to continue.

FURTHER DISCUSSION OF POLITICAL SITUATION IN THE COUNTRY

قاضی عبدالمجید: جناب ہمارا ملک basically agricultural country ہے اور ہمیں
قدرت نے بہت نوازا ہے زمین بھی ہے نہر کا پانی بھی ہے آب و ہوا بھی بہت اچھی ہے اگر آپ
امریکہ میں جائیں گے تو ایک پوسٹ سے لے کر دوسری پوسٹ تک جانے کے لئے ۵ ہزار میل کا
سفر آپ کو طے کرنا پڑے گا اور آپ کو وہی آب و ہوا ملے گی جو آپ کے پاکستان میں کراچی سے
لے کر ناردرن ایریاز میں ہے جناب ہماری جو پوزیشن
This is according to the F.A.O s statistics of 1986
چاول
major crops میں rice, seed cotton, sugar-cane, wheat ۱۲/۴
countries listed ہیں جن میں ہماری پوزیشن آٹھویں ہے اور ہماری yield per acre
جو ہے ۴۰ فیصد کم ہے similarly, seed cotton میں ہماری پوزیشن ساتویں ہے جبکہ
۹ countries listed ہیں اور وہاں پر بھی ہماری yield 52% ہے جو world
کی highest ہے گنے کی فصل میں There are 12 countries listed اور ہماری
پوزیشن بارھویں ہے ماشاءاللہ last اور ہماری yield جو ہے وہ highest ہے
صرف ۱۳ فیصد ہے similarly wheat میں there are 14 countries listed
ہماری پوزیشن تیرھویں ہے اور صرف ۲۲ فیصد ہماری yield as compared to the highest in the world
اب جناب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے چاول کی فصل میں نمبروں پوزیشن
پر مصر ہے seed cotton میں بھی مصر ہے اور اس کے علاوہ جب ان دو crops میں
مصر number one ہے ان کے پاس Nile civilization ہے ہمارے پاس
ہے زمین وہی ہیں اور کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اگر ہم نمبر ایک پر نہیں آ

سکتے تو نمبر دو پہ آجائیں اس طریقے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں ان کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری yield 2½ times زیادہ ہو جائے اس وقت آپ یہ سوچیں کتنا ہمارے پاس potential ہے ہم نہ صرف پاکستان کو کھلا سکتے ہیں بلکہ کافی دوسرے ممالک کو بھی ہم گندم یا چاول برآمد کر سکتے ہیں اور اس کے علاوہ ہم کپاس بھی زیادہ produce کر سکتے ہیں تو جناب ہمیں اس طرف کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد پی اے آر سی Pakistan Agricultural Research Council کا رول آتا ہے ہمارے پاس سب ادارے ہیں Research Stations بھی ہیں لیکن ان کی کارکردگی جو عوام تک یا کسانوں تک پہنچتی ہے وہ بالکل ناقص ہے اور اگر میں یہ عرض کروں

PARC is a graveyard of Ph.Ds, I may not be very incorrect, because I feel that.

ہمارے پاس بنیادی وسائل سب موجود ہیں اگر نہیں ہے تو ہمارے پاس وہ کا element نہیں ہے اور جو کچھ ہم research کر رہے ہیں وہ کسانوں تک ہم پہنچا نہیں رہے ہیں۔ میرے نقطہ نگاہ سے یہ ایک کمزوری ہے جس وجہ سے ہمارے ہاں اس تحقیق کا فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ زراعت کے اوپر انکم ٹیکس لگائیں تو میرا مطلب یہ ہے کہ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ ہماری جو پیداوار ہے وہ ہمیں صحیح طریقے سے ملے جب پانی بھی ہے زمین بھی ہے اور ہماری آب و ہوا بھی صحیح ہے تو اس طرف ہماری توجہ ہونی چاہیئے۔ اور اس کے علاوہ انکم ٹیکس ایک ایسا سبجیکٹ ہے جس کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ کہ جس وقت کپاس بھی برآمد کر رہے ہیں، کاٹن پر ایکسپورٹ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ دھاگہ ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں اور دھاگے پر بھی ایکسپورٹ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے یہ اگر انکم ٹیکس زراعت پر نہیں ہے تو پھر کیا ہے ایکسپورٹ ڈیوٹی اس لئے لگتی ہے کہ جو زمیندار کو پاکستان میں کپاس کی قیمت ملتی ہے وہ دنیا کی قیمت سے بہت کم ملتی ہے جو دھاگہ بناتے ہیں ان کو یہاں پر کپاس سستی ملتی ہے اس کے بعد جب ہم کاٹن ایکسپورٹ کرتے ہیں دھاگہ یا سوت ایکسپورٹ کرتے ہیں تو قیمت برابر کرنے کے لئے تاکہ ادھر کی پرائس نہ بڑھے اسے ایکسپورٹ ڈیوٹی کا نام دیا

جاتا ہے میں یہ کہوں گا جناب کہ یہ صرف ایکسپورٹ ڈیوٹی نہیں ہے بلکہ

This is an income tax on agriculture

اور ایک حساب کے مطابق ۱۹ اسی کروڑ روپے ایک سال میں اس مد میں وصول کئے گئے ہیں جو زمینداروں کو ملنے تھے تو جناب انکم ٹیکس کی باتیں یا جو کمیشن بن رہا ہے یا جو وزیر اعظم صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے اس میں یہ سب چیزیں دیکھنی چاہئیں کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور ہم زراعت کے ساتھ میرا خیال ہے کہ زیادہ نہ کھیلیں کیونکہ زراعت کی طرف سے خزانے کو کافی کچھ پیسہ ملتا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان دو مدوں میں ان کو اتنا پیسہ ملتا ہے تو اس کو ذرا سنجیدگی سے سوچنا چاہیئے کیونکہ ہمیں اس وقت اپنی پیداوار بڑھانے کی ضرورت ہے اس لئے ہمیں incentives دینے چاہئیں کم از کم جو ہمارا target ہے اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں مراعات ملنی چاہئیں technical assitance ملنی چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ ادارے اچھی طرح سے اپنا کام کریں تاکہ ہم اپنی منزل کو پہنچ سکیں۔

زرعی انکم ٹیکس کے سلسلے میں میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا جیسے ہماری سینیٹ کی ایک کمیٹی بنی تھی جو National Taxation Reforms Commission کے اوپر انہوں نے رپورٹ بنائی تھی اس کے چیئرمین ڈاکٹر محبوب الحق صاحب تھے اور سب کمیٹی جو بنی تھی اس کے چیئرمین پروفیسر خورشید احمد تھے اس کمیٹی نے اپنی deliberations کی ہیں اور اس کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی جو میں ابھی عرض کروں گا اس رپورٹ کا یہ صفحہ ۲۶ ہے

Standing Committee on Finance, Planning and Development, Economic Affairs and Statistical Division on the Report on the National Taxation Reforms Commission

اس میں یہ بتایا گیا ہے

The exclusion of agro income tax from the jurisdiction of the Federal Government should be respected because this is not its subject matter. Under the Constitution the Parliament can make laws for taxation on income other than agro income. These powers vest with the provinces. Exclusion of the agriculture income tax from the jurisdiction of the Federal Government should be respected. Any attempt to vest the powers to the provinces is likely to be misunderstood and therefore, inadvisable.

اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے

"Income tax has not been very successful even in the urban sectors and needs thorough overhaul. As such its extension to agriculture which has its own culture is not advisable. Such a system may lead to harassment of farmers by Income tax officers and open new doors of corruption."

اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے

"Agriculture sector has not received the attention that it deserves. As such there is need to allocate more resources for the development of infra-structure and essential public utilities in the rural areas. Imposition of tax is not suitable in case of those who derive their income exclusively from agriculture. Steps should be taken to check the mis-use of exemption from income tax on agricultural income by those whose income does not emanate specifically from agriculture".

اتنی وضاحت کے ساتھ سینیٹ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا جو اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہوا ہے تو جس وقت یہ معاملہ consider کیا جائے تو experts کو یہ سوچنا چاہیئے کیونکہ ہمیں اس وقت جو ضرورت ہے وہ اپنی yield بڑھانے کی ضرورت ہے نہ کہ ایسے اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے ہمارا incentive کم ہو جائے اس سال ہم گندم درآمد کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ چاول بھی ہمیں امپورٹ کرنے پڑ جائیں ۔

اس کے علاوہ میں تھوڑا سا گیس کی سائیڈ پر آؤں گا اس سے پہلے بھی ۸۵ء میں، میں نے اس ایوان میں ایک ایڈجرنمنٹ موشن دی تھی جس میں میں نے کہا تھا کہ ۵۲ لاکھ کی گیس

associated gases from oil wells is being flared in the country.

اس کے بعد میں یہ ہوا the motion was not admitted.

لیکن پرائم منسٹر صاحب نے اس کا نوٹس لیا اور بعد میں وہ معاملہ چلتا رہا آخر میں ایک سپیشل کمیٹی بنی

under the chairmanship of Mr. V.A. Jaffery. He was Deputy Chairman of the Planning Commission at that time.

جس وقت میں نے کہا تھا کہ پندرہ کیوبک ملین فیٹ گیس جل رہی ہے تو کمیٹی نے یہ فیصلہ دیا کہ ۱۸۷ ملین کیوبک فیٹ گیس فی دن جل رہی ہے اس کے بعد اس کے علاوہ ایل پی جی ریکارڈ نہیں ہو رہی تھی تو اس کی مالیت وہی ۵۲ لاکھ کے لگ بھگ ہوتی تھی جو per day جل رہی تھی

This is all in foreign exchange. This price is actually on the basis of the import parity of the price of furnace oil.

جناب! یہ بھی ایک حقیقت ہے جب میں نے سینیٹ میں سوال کیا تھا تو اس وقت یہ بتایا گیا کہ اس وقت دو سال کے اندر ۷۰ ملین ڈالرز کی گیس جل چکی ہے اور آج بھی ۴۴۳۴۳ لاکھ کی گیس Per day جل رہی ہے۔ ایک کروڑ کی گیس ایک مہینے میں اور بارہ کروڑ کی گیس ایک سال میں جل رہی ہے۔ ایک طرف تو ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے اور دوسری طرف یہ چیز جس میں ہماری فارن ایکسچینج involve ہوتی ہے اس کو ہم کس طریقے سے جلنے دے رہے ہیں اور اسی کے لئے ہم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی assurance دی گئی تھی کہ

> The four million cubic feet would be immediately injected in the Badin pipeline whereas efforts will be made for the utilization of the balanced quantity as soon as possible.

یہ جنوری ۱۹۸۸ء میں کہا گیا اب بدین کی لائن چالو ہو چکی ہے لیکن ایسا کوئی پراجیکٹ نہیں بنایا گیا کہ یہ گیس اس کے اندر شامل ہو جائے اور اس کا جلنا بند ہو جائے میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس قسم کے جو ہمارے نقصانات ہو رہے ہیں اس طرف گورنمنٹ توجہ دے اور ان پراجیکٹ سے جہاں سے پیسے بچ سکتے ہیں وہاں سے پیسے بچائیں۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ جو بھی ہمارے ریسورسز صحیح استعمال نہیں ہو رہے ہیں ان کو ہمیں صحیح طور پر استعمال کرنا چاہیئے اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں سوئی گیس ٹرانسمشن کمپنی پیرکوہ فیلڈ سے لے کر پورے بلوچستان اور سندھ کو گیس سپلائی کر رہی ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ ۱۹۸۲ء میں compressors مکمل ہوئے لائن کی جو capacity ملنی چاہیئے تھی گیس کی جو فراہمی ان کو دینی تھی وہ اس دن سے لے کر آج دن تک دینے سے قاصر ہیں اور ۶۰ سے لے کر ۸۰ ملین کیوبک فیٹ گیس پہنچنی

چاہیئے وہ نہیں پہنچ رہی ہے جس دن سے یہ پراجیکٹ چالو ہوا ہے اس دن سے وہ پراجیکٹ وہ گیس نہیں دے رہا ہے اسی میں یہ ہو رہا ہے کہ آج تک ۸۰۰ سے کر ۹۰۰ کروڑ کا تیل ہمیں چار سال کے اندر امپورٹ کرنا پڑا اس لئے کہ جو گیس اس لائن کو اٹھانی چاہیئے تھی وہ نہیں اٹھا سکی اس کے ساتھ کراچی میں ہمیں فرنس آئل استعمال کرنا پڑا اس سے یہ ہوا کہ فیول ایڈجسٹمنٹ کلاز لگی اور کافی انڈسٹری تباہ ہو گئی لوگوں نے بڑا شور مچایا ہمارے اوپر یہ پیسے کیوں لگ رہے ہیں حقیقت یہ نہیں کہ گیس available نہیں تھی گیس available تھی اس کے لئے allocation ہے اگر نہیں ہے تو ٹرانسمشن کمپنی ہمارے پاس نہیں رہی اور چار سال سے ہم نے کچھ نہیں کیا ہے آج بھی جو پراجیکٹ ہم نے بنایا ہے اس پر کم از کم دو سال لگیں گے تب تک ہم ۲۵۰ کروڑ روپے کا تیل باہر سے امپورٹ کر چکے ہوں گے اسی لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے short cuts بھی ہو سکتے ہیں اور ایسے پراجیکٹ بھی بن سکتے ہیں جو پانچ دس کروڑ کے اندر جو گیس ہم حاصل نہیں کر سکے اسی گیس کو حاصل کر کے اس کو استعمال کر کے یہ ۲۵۰ کروڑ ہم بچا سکتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ longterm planning بھی کی جائے اس قسم کے پراجیکٹ پر ہم کام کریں گے تو کم از کم ہمیں یہ بچت ہو جائے گی لہذا میں یہ استدعا کروں گا کہ منسٹری اس پر غور فرمائے اور اس قسم کے پراجیکٹ پر ترجیحی بنیاد پر عمل کرے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Point of Order.

I have been very patiently hearing the speech of the learned Member and I am surprised that the issue and the resolution that is before the House is altogether different from what he is talking. The Resolution is :

> "That this House may discuss the political situation in the country after November 1988 elections and the induction of the Government".

What references these things have to the political situation after the election of 1988 ?

جناب چیئرمین: آپ صحیح فرما رہے ہیں میرے خیال میں قاضی صاحب آپ یہ کہہ دیں

[Mr. Chairman]

اگر گیس کا صحیح استعمال نہیں ہوگا تو سیاسی صورت حال پر گہرا اثر پڑے گا تو پھر یہ ہو جائے گا۔

جناب عبدالمجید قاضی: جناب میں آپ کی رائے کا بہت مشکور ہوں ہمارے فاضل دوست نے سنا ہوگا میں نے پہلے یہ عرض کیا ہے ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں دوسرے ممالک کا interference ہے وہ اسی لئے کہ because we are going with a begging bowl

تو میں اسی مد میں کہہ رہا ہوں ہم اس طرف تھوڑی توجہ دیں تو ہمارا بھیک کا انداز کچھ کم ہو جائے گا اور ہماری ساکھ بہتر ہو جائے گی اور ہماری sovereignty اور independence اپنے مقام پر آجائے گی میں وہی چیزیں بتا رہا ہوں جو ابھی اس ایوان میں ڈسکس نہیں ہوئی ہیں اور میرے خیال سے بہت ضروری ہیں ہمارے اپنے وسائل استعمال نہیں ہو رہے ہیں۔ ہم قرضے لے رہے ہیں اور تیل باہر سے منگوا رہے ہیں۔ یہ چیزیں ہیں جو ہیں ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے باقی آپ کا جیسے حکم ہوگا میں اس طریقے سے بات کروں گا۔ میں آپ کو یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا قدرت نے ہمیں بہت نوازا ہے گیس کے معاملے میں یا آئل کے معاملے میں۔

جناب چیئرمین: سیاسی صورت حال سے گیس اور آئل کو منسلک کریں گے۔

جناب عبدالمجید قاضی: میں نے ایک مرتبہ کیا ہے میں ہر بار کرتا رہوں گا۔ یہ اسی سے منسلک ہو جاتی ہے ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے اور ہمیں باہر سے تیل منگوانا پڑتا ہے لہذا ہماری اکانومی پر پریشر پڑتا ہے اگر ہماری اکانومی ٹھیک ہو تو ہمارا پولیٹیکل معاملہ بھی ٹھیک ہو جائے گا میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ہماری on shore land جتنی بھی ہماری ہے اس کا holds potential of hydro-carbons ہو سکتا ہے کہ وہ آئل ہو یا گیس ہو اس کے علاوہ off shore میں بھی area ہے ہمیں گیس ملنے کے اچھے potentials ہیں اس وقت تک ہم نے جو بھی اس مد میں کام کیا ہے صرف ۹ یا ۱۰ فیصد ایریا which holds potentials جس کے اندر exploration کی ہے جو ابھی intensive drilling نہیں ہوئی ہے لیکن کم از کم ان کے fringes کو ہم ٹسٹ کر چکے ہیں اس میں ہمیں کیا ملا

about fifty thousand barrels of oil per day

صرف وہ 10% of the area that holds potentials اور ساتھ ساتھ ہمیں جو گیس ملی ہے وہ اتنی ہے کہ اگر ہم current data of consumption پر جائیں تو ۳۵ سے ۴۰ سال تک گزارا ہو سکتا ہے بشرطیکہ ۴۰/۳۵ سال میں ہمیں کوئی ایک اور new field نہ ملے اور اسی پر ہمیں انحصار کرنا پڑ جائے تو جناب حقیقت یہ ہے کہ پاکستان پر قدرت کی خاص نوازش ہے جہاں پر ہم اگر 2.5 holes drill کرتے ہیں تو ایک میں سے ہمیں تیل یا گیس مل جاتی ہے اور world drilling ratio جو ہے وہ ہے 10 to 1 کرتے ہیں تو ان میں جا کر ایک کامیاب ہوتا ہے قدرت نے ہمیں اتنا نوازا ہے کہ جتنا بھی ہم اس کا شکریہ ادا کریں وہ کم ہے اور اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے اب گیس کے لئے اگر کسی آدمی کو کنکشن چاہیئے۔ تو ہم نے تین پہلے ۷۵ ہزار کیا تھا اب ۹۰ ہزار کر دیئے۔ جناب یہ نوّے ہزار ہم کیوں کر رہے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ لوگوں کو گیس available کرنی چاہیئے، جتنی ان کو ضرورت ہے، وہ دینی چاہیئے کیونکہ یہ بہت ضروری چیز ہے، کچھ ہمارے دماغ میں بٹھایا گیا ہے کہ gas turn کرنا ٹھیک نہیں ہے، تو اس سلسلے میں آپ کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں ایک tour پر ہالینڈ گیا تھا اس وقت میں گیس انڈسٹری میں تھا میں نے وہاں ایک island دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ بھائی یہ islandا ہے یہاں پر جو لوگ رہتے ہیں، ان کو گیس وغیرہ کس طرح پہنچتی ہے، وہاں اس island میں پچاس گھر تھے، انہوں نے مجھے بتایا کہ دو کلومیٹر کا فاصلہ تھا کہ گیس لائن through sea سے گئے ہیں تاکہ وہ ان کو گیس پہنچائیں۔ تو جناب والا! ہمارا بھی اسی قسم کی سوچ کا انداز ہونا چاہیئے خاص کر شہروں میں، جہاں پر گیس نہیں ہے اور یہ لوگ kerosine استعمال کر رہے ہیں۔ kerosine oil جو ہے وہ بڑا expensive ہے furnace oil سے بھی زیادہ expensive ہے، پھر ہم اس کو subsidise کرتے ہیں گورنمنٹ ان کو subsidy دے رہی ہے تو اس کا فائدہ کون اٹھا رہا ہے پیٹرول پمپوں والے اٹھا رہے ہیں وہ ڈیزل کے ساتھ اسے mix کر رہے ہیں کیونکہ مٹی کے تیل اور ڈیزل کی قیمتوں میں کچھ فرق ہے اس وجہ سے یہ لوگ مٹی کا تیل ڈیزل میں ملاتے ہیں جس سے گاڑیوں کو نقصان پہنچتا ہے

[Kazi Abdul Majid]

ساتھ ساتھ گورنمنٹ کو subsidy بھی دینی پڑ رہی ہے۔ اس سلسلے میں، میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ گیس ہمارے پاس اتنی ہے کہ اگر ہم اس کو کسی اور طرح سے استعمال کرنا چاہیں تو یہ ایک غلط رائے نہیں ہے۔ میں نے اس پر بھی study کی ہے۔ اگر کوئی وقت ملا تو اس پر بات کروں گا۔ لیکن میری اس وقت عرض یہ ہے کہ ہم لوگ جب گیس کے لئے کہتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ جناب گیس ختم ہو جائے گی ہم کیا کریں گے۔ میں تو جناب یہ کہتا ہوں کہ ہمارے پاس آئل تو ہے نہیں۔ صرف ہم جو مسے رہے ہیں وہ ۱۰ ہزار ہے، ۲/۳ ہمیں باہر سے امپورٹ کرنا پڑ رہا ہے لیکن اگر آج میرا دل چاہے کہ میں اسلام آباد سے کراچی گاڑی پر چلا جاؤں میری جیب میں پیسہ ہے تو پیٹرول مجھے ملے گا۔ اس سلسلے میں مجھے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کہ یہ energy تم نے کیوں استعمال کی۔ کیونکہ ہم تو oil import کے بدلے گولڈ دے رہے ہیں لیکن اگر میں گیس چولہے کے لئے مانگوں گا تو مجھے کہیں گے کہ جناب یہ تو اس طرح سے ختم ہو جائے گی۔ پھر ہم کیا کریں گے۔ تو صاحب یہ ایک ایسی ذہنیت ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو ہماری قوم کے لئے صحیح نہیں ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ جو ہمارے وسائل ہیں، موجودہ مالی حالت کی وجہ سے ان کو fully طور پر استعمال کریں، اور جو ہم تیل import کر رہے ہیں وہ پیسے بچا کر مزید drilling کریں چونکہ ہمارے پاس بہت سارا potential ہے۔ ۹۰ فیصد potential کو ہم نے ابھی تک استعمال نہیں کیا اور میرے خیال میں ضروری ہے کہ اسے استعمال کریں اور اپنے وسائل پر انحصار کریں تاکہ ہماری economy improve ہو سکے۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، آپ اور کتنا وقت لیں گے۔

جناب عبدالمجید قاضی: آپ جتنا کہیں گے، لیکن میں صرف دو چار باتیں اور کہنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ذرا مختصر کریں تو مہربانی ہو گی۔

جناب عبدالمجید قاضی: جناب والا! میرے دوستوں کو شاید باتیں اچھی لگ رہی ہیں یا نہیں مگر قومی سطح پر یہ باتیں کرنے کا مجھے موقع دیا جائے۔ میں آدھی فیلڈ کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ جس وقت یہ فیلڈ کام کر رہی تھی اس زمانے میں six million cubic feet of gas جل رہی تھی اور ۱۲۰۰ سے ۱۳۰۰ بیرل اس میں سے تیل مل رہا تھا۔ میں نے یہ point raise کیا کہ جتنا تیل ہمیں مل رہا ہے، اس سے زائد مالیت کی گیس جل رہی ہے۔ خدا کے واسطے اس

نیلڈ کو بند کرو اور اس کا کچھ انتظام کرو تب آپ اس کو استعمال کریں تاکہ جو گیس جل رہی ہے وہ استعمال ہو سکے۔ اس کے لئے میں نے proposals بھی دیئے تھے کہ آپ power generation کریں لیکن ہوا یہ ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ تین مہینے کے بعد ہم اس کو کریں گے لیکن اب تک دو تین سال ہو چکے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک اس میں delay اور اس میں ایسی تعمیں کہ ان کے مطابق وہ چھ مہینے اندر بھی چالو کر سکتے تھے اگر power generation ہم وہاں پر اسی gases کے اوپر کرتے تو زیادہ آسان بھی تھا۔

بہرحال میں عرض کرتا ہوں کہ اس وجہ سے کم از کم پانچ لاکھ مالیت روپے کی مالیت کا تیل ہم باہر سے منگوا رہے ہیں۔ جتنے روز یہ فیلڈ بند رہی گی اتنے عرصہ کے لئے پانچ لاکھ کا تیل ہمیں باہر سے منگوانا پڑے گا جو منگوایا جا رہا ہے، اور یہ ہم اس وقت تک منگواتے رہیں گے کہ جب تک یہ فیلڈ نہ ہو جائے۔ تو اس قسم کی ہماری حکومت کی کوتاہیاں ہیں اس قسم کی ہماری بہت ترجیحات ہیں ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور بھی کچھ ایسی چند چیزیں ہیں جو میں انشاء اللہ وزارت کو آپ کے توسط سے بتاتا رہوں گا۔

دوسری چیز جس پر میں اس وقت بات کرنا چاہ رہا ہوں وہ ہے water apportionment کا مسئلہ water apportionment کا مسئلہ جو ہے وہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے، اور اس بارے میں بھی دوستوں نے کہا ہے کہ یہ مسئلہ طے ہو جانا چاہیئے۔ اس سلسلے میں زیادہ بات تو نہیں کروں گا لیکن اتنا کہوں گا کہ ۱۹۳۶ میں پنجاب گورنمنٹ نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ بھاکڑا ڈیم پراجیکٹ بنانا چاہتے ہیں، اس پر اس وقت کی سندھ گورنمنٹ نے بہت شدت سے اعتراض کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ بھاکڑا ڈیم بن گیا تو ہمارے ہاں جو inundation canals ہیں وہ پانی کی سطح گر جانے سے استعمال میں نہیں آ سکیں گی، وہ canals function نہیں کر سکیں گی اور ہمیں بہت نقصان پہنچے گا اس پر انڈیا گورنمنٹ نے راؤ کمیشن بنائی، اس کمیشن نے جو رپورٹ دی، اس میں انہوں نے یہ کہا کہ سندھ کا جو اندیشہ تھا وہ صحیح ہے اور ان کو compensate کرنے کے لئے دو بیراج بنانے چاہئیں تاکہ inundation canals جن میں وہ regulate ہو جائیں اور ساتھ ہی بیراجوں سے بھی پانی ملنا یقینی ہو جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ پراجیکٹ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ تک

pending رکھیں، اس سلسلے میں دونوں صوبے، سندھ اور پنجاب through bilateral
argument آپس میں water apportionment کا تصفیہ کریں۔ ۱۹۴۵ء میں
water apportionment کے لئے Indus river کے پانی کا تصفیہ ہوگیا اس کے ساتھ
جو چیف انجنیئر صاحبان تھے، انہوں نے جتنے بھی technical problems تھے ان کو بھی
sert out کیا لیکن اس میں ایک یہ بھی element تھا کہ compensation سندھ کو
کتنا ملنا چاہیئے، پنجاب گورنمنٹ دو کروڑ روپے دینے کے لئے راضی ہوگئی تھی لیکن سندھ گورنمنٹ
نے کچھ زیادہ مانگا، تو وہ مسئلہ حل نہیں ہو پایا۔ اس اثناء میں پنجاب گورنمنٹ نے یہ کہا کہ اس
agreement کو defer کیا جائے اس وقت کے گورنر جنرل نے کہا کہ یہ defer نہیں ہوگا
اس میں technical issues جو ہیں، وہ بالکل واضح ہیں، کسی کو اس میں اعتراض نہیں ہے
financial issues میں بھی کسی قسم کی بات نہیں in principle agreed ہیں
پنجاب گورنمنٹ کو compensation دینا ہے ہذا یہ agreement جو ہے یہ بالکل صحیح
ہے اور اس کو implement کرنا چاہیئے صرف اس میں ایک کلاز مزید بڑھائی جائے
کہ اگر کوئی تصفیہ نہ ہوا تو arbitration clause اس کو deal کرے گا کہ
compensation کتنا ملنا چاہیئے، جناب، وہ agreement باقاعدہ enforce رہا ہے
اور یہ ۱۹۶۷ تک رہا ہے، کسی حد تک ۱۹۷۰ تک بھی رہا ہے، یہ اس طریقے سے ہوا کہ جب بھی
کوئی agreement sign ہوا، بھاکڑا ڈیم پراجیکٹ بن گیا، کوٹری بیراج اور گدو بیراج سندھ
میں بنا اور تونسا بیراج جو ہے ۔۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمایئے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: ۔ میں آنریبل منسٹر جہانگیر بدر صاحب کو مبارک باد دے رہی ہوں کہ انہوں نے پرائم منسٹر کی کرسی سنبھال لی ہے۔

Mr. Chairman: This is no point of order.

جناب جہانگیر بدر: ۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب چیئرمین :۔ جی فرمائیے

جناب جہانگیر بدر :۔ میں جناب سینٹ میں پہلی دفعہ آیا ہوں مجھے کہا گیا ہے کہ آپ کسی بھی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں ۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ پرائم منسٹر کی سیٹ ہے ۔ میں ایسے کیسے کر سکتا ہوں ۔

جناب چیئرمین :۔ کوئی بات نہیں ، جی قاضی صاحب ۔

جناب عبدالمجید قاضی :۔ وہ بیراج اس وجہ سے بنے ... ۔

جناب والا اجب ۱۹۶۰ء میں پاکستان انڈیا کے درمیان water apportionment کی باتیں ہو رہی تھیں ، تو یہ piece of document مکمل ہو رہی تھی تو اس طریقے سے ہم نے اپنا کیس انڈیا سے بڑا اس میں اسی agreement کا ہم نے حوالہ دیا تھا ۔ اس کے علاوہ جو بھی ہمارے فیصلے ہوتے رہے ، وہ اسی agreement کے تحت ہوتے رہے اور چند دن پہلے میں نے ایک question raise کیا تھا جو گدو بیراج اور کوٹری بیراج کی allocation کے متعلق تھا ، ہمیں یہی بتایا گیا تھا کہ allocation is according to Sindh Punjab agreement سندھ پنجاب معاہدہ اگر ختم ہو چکا تھا تو یہ اتنا reliance کیوں کرتے چلے آ رہے ہیں which has been acclaimed by all the people of the country.

ہمارے ایک بہت ہی famous انجینئر پیر ابراہیم شاہ صاحب تھے ان کا واسطہ بھی پنجاب سے ہے انہوں نے بھی اس کی بہت تعریف کی ہے ، یہ That agreement is very just and fair اور اس agreement سے ہم resile نہیں کر سکتے ہوا یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء میں جب منگلا ڈیم بنا تو اس کو unilaterally پنجاب نے resile کر لیا ۔ اس کی خاص بات جو ہے وہ یہ ہے اور جو میں بتانا چاہوں گا ۔ کہ اس وقت یہ جو ڈیم بنا تھا ۔ یہ بنا تھا as a result of Indus Basin System جس وقت انڈیا نے ہمارا پانی بند کر دیا ، ورلڈ بینک نے فیصلہ کیا جس کے تحت تربیلا اور منگلا ڈیم دونوں بنے اس وقت یہ تھا کہ ۱۲.۳ ملین ایکڑ فٹ پانی پنجاب کو ملنا تھا جو اس نے lose کیا تھا لیکن جب ڈیم بنا تو اس کا جو storage تھا وہ ۵.۳۴ تھا ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۲.۲۲ ملین ایکڑ فٹ پانی جو تھا وہ development component تھا اور اس کے متعلق فیصلہ تھا کہ

common
apportion between the two provinces جو تھا اس میں سندھ کا حصہ تھا ۱۰۹۲ ملین
ایکڑ فیٹ لیکن ڈیم commission ہونے کے بعد جب اس نے پانی دینا شروع کیا تو
پنجاب نے arbitrarily فیصلہ کیا کہ جی یہ agreement null and void
ہے کیونکہ گورنمنٹ نے ratify نہیں کیا۔ جب agreement ratify نہیں ہوا
پنجاب گورنمنٹ سے تو ۴۵ء سے لے کر ۶۷ء تک جب وہ استعمال ہو رہا تھا اور اس کو
استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں تو اس کو اس طریقے سے ختم کرنا نامناسب ہے لہٰذا میں اس
میں صرف اتنا چاہوں گا کہ جس وقت water apportionment کا معاملہ consider کیا
جائے تو اس کی کافی اہمیت ہے اور سندھ پنجاب معاہدے کو آپ اس طریقے سے nullify
نہیں کر سکتے۔ اسی بنیاد پر کہ جو پیسے ہیں وہ پنجاب گورنمنٹ نے سندھ کو نہیں دیئے ہم تو یہ کہتے
ہیں کہ آج بھی پنجاب کو دو کروڑ روپے دینے چاہیئے تھے یہ ایگریمنٹ اپنی جگہ پر بالکل درست
ہے اور ہم اس کو مانتے ہیں believe کرتے ہیں یہ معاہدہ بڑا Just and fair
ہے اور اس کو base بنا کے guideline بنا کے آپ بے شک شروع کریں ہمیں
کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب عبدالمجید قاضی: سر میں دو باتیں کر کے۔ اپنے ایک دوست کی بات کروں گا اس میں
میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گراؤنڈ واٹر natural resources سے آیا ہے اور جب فضل اکبر کمیٹی
میں یہ کہا گیا تھا کہ

due consideration shall be given to the ground water and conjective to use of ground water with the surface water.

فضل اکبر صاحب نے جب اپنی رپورٹ دی تو اس میں اس کو consider کیا تھا
لیکن جناب آج کی پوزیشن یہ ہے کہ ۴۰ ملین ایکڑ فٹ

by the grace of God is being pumped through the ground water

اور جناب اس میں یہ ہے کہ ground water, canal water precipitation
یہ سب consider کرتے ہوئے in terms of surface water اگر ہم

بات کریں تو جناب اس وقت پنجاب is getting 125.27 million acre feet

of water and Sindh is getting 51.68 million cubic feet of water

جبکہ پنجاب کا command area ہے 20 million acre اور سندھ

کا ہے ۲۰ ملین ایکڑ ہے اگر سندھ اور پنجاب کو equal water ملے تو پنجاب کا بنتا ہے

79.4 million acre against 125.27 million acre

مطلب کہنے کا صرف یہ ہے کہ جس وقت ہم کریں تو یہ بھی ہمیں دیکھنا

چاہیے کہ کون سے province کو کتنا پانی مل رہا ہے چاہے وہ نہری ہے چاہے وہ

natural resource ہے لیکن precipitation سے ہے چاہے وہ حاصل کیا ہو

رہا ہے۔ اور دوسرے صوبوں کو کیا حاصل ہو رہا ہے۔ اس طریقے سے جو مسائل ہیں بلوچستان کے

یا سرحد کے۔ جو ان کی reasonable demand ہے وہ بھی consider کی جائے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک حلیم رپورٹ کا تعلق ہے فضل اکبر رپورٹ

۱۹۸۵ء تک تھی۔ انہوں نے ۱۹۸۵ء تک projection دی ہے ساتھ ساتھ اس رپورٹ میں

technical matters نہیں تھی کے اوپر لیکن سندھ گورنمنٹ نے اسے note of dissent

دیا۔ لہذا ان کی رپورٹ could be considered as the guideline

but not a report that could be implemented.

اس کے بعد جس وقت یہ رپورٹ consider نہیں ہوئی تھی یہ معاملہ council of common interest

کے سامنے آیا۔ اور اس میں recommend کیا گیا کہ صدر صاحب ایک کمشن مقرر کریں جو اس کو

examine کرے۔ اس کے بعد کمیشن بنا جس میں چاروں صوبائی ہائیکورٹوں کے چیف جسٹس

اور سپریم کورٹ کے چیف جسٹس شامل تھے لیکن فیصلہ نہیں ہو پایا کیونکہ

There were some changes in the structure of the Commission

بعد میں صدر صاحب نے حلیم صاحب کو حکم دیا کہ آپ اس رپورٹ کو examine کر کے اپنی

recommendations دیں وہ رپورٹ ابھی تک کسی کے پاس officially

دستیاب نہیں ہے۔ لیکن جو باتیں ہمیں معلوم ہوئی ہیں ان کے مطابق جناب فرنٹیئر کے چیف

جسٹس صاحب نے اس رپورٹ پر note of dissent دیا دوسرا یہ کہ اس
رپورٹ میں جو procedure adopt کیا گیا تھا وہ
normal procedure نہیں تھا۔ ادھر یہ کیا گیا تھا کہ ہر ایک صوبے کو بلایا گیا in camera
ان کے ساتھ ہم نے اپنا کیس present کیا there was no pondered argument
ہر ایک صوبہ واپس چلا گیا۔ جس پر رپورٹ آ گئی۔ تو اسی لئے اس رپورٹ کو ہم as it is
کبھی accept نہیں کر سکتے کیونکہ normal procedure بھی adopt نہیں ہوا
ہے اور ساتھ ساتھ فرنٹیئر کے جسٹس نے note of dissent بھی دیا ہے۔ جناب ان
سب باتوں کے بعد یہ لازمی ہے کہ میں کچھ تجاویز دوں اگر میں آپ کو کوئی پرپوزل نہ بتا سکوں تو پھر
اس کا کوئی مقصد نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا فیصلہ ہو لیکن فیصلہ اس طریقے سے ہونا
چاہیئے Judicial Commission ہو۔ یہ ضروری ہے جس میں جو بھی جج ہوں

not below the rank of High Court Judge

ہائی کورٹ جج کے رینک کا آدمی ہو ہر ایک صوبے سے۔ ہر صوبہ اپنا اپنا آدمی منتخب کرے
اس کے ساتھ ساتھ سنٹرل گورنمنٹ اپنا چیئرمین مقرر کرے۔ لیکن اس میں خاص بات میں
یہ کہنا چاہوں گا کہ

We should have a man of international reputation who should be neutral, knowledgeable person, who should assist this Commission.

اس کے بعد ہر ایک صوبہ اپنا اپنا موقف پیش کرے اور اس کا

decision should be binding on all the provinces provided you have a neutral person who is technically very well qualified and of international repute, who should give the advice and then this matter can be resolved.

Mr. Chairman: Thank you, Kazi Sahib.

جناب عبدالمجید قاضی: میرے ایک دوست ہیں۔ وہ مجھ سے خفا ہو جائیں گے اگر میں ان کی بات
نہیں کروں گا۔

جناب چیئرمین: وہ دوست خود بات کر لیں گے۔

جناب عبدالمجید قاضی :- جناب انہوں نے کچھ کہا ہے۔ میں صرف اس کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں

Mr. Chairman: But I will give you only one minute more.

جناب عبدالمجید قاضی :- میں صرف اتنا بتاؤں گا کہ ہمارے ایک دوست نے کہا تھا الیکشن کے بعد اخبارات میں، میں نے جس طرح پڑھا ہے اور دوستوں نے بھی پڑھا ہے کہ سندھ میں علیحدگی پسندی ختم ہو گئی ہے جو ہندوؤں کے ہاتھوں میں کھیلتے تھے جو جی ایم سید کے ساتھی تھے اگر یہ سچ ہے تو میں ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں میں تو یہ کہوں گا کہ سندھ میں وہ ساری طاقتیں پیپلز پارٹی میں ضم ہو کر ایک محاذ بن گئی ہیں۔ یہ ایک مقصد کے لئے ضم ہو گئے ہیں وہ مقصد خدا کرے ایسا نہ ہو۔ تو جناب یہ کچھ ایسا ہے کہ جس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی جو اس نے یہ کہا ہے ان کو پتہ ہے اور وہ ہماری Sindh Affairs Committee کے ممبر بھی تھے اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ اپنے جذبات کے تحت کہہ گئے ہیں۔ کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ سندھ میں علیحدگی پسندی کی اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ نہ سندھ والوں نے جو اکھٹے ہو کر پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ علیحدگی چاہتے ہیں۔ نہ پیپلز پارٹی separararatist movement ہے۔ وہ ایک وفاقی پارٹی ہے اور اس پارٹی کو یہ کہنا اور سندھیوں کو اس طریقے سے کہنا میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین :- شکریہ جی۔

جناب عبدالمجید قاضی :- ایک پوائنٹ میں صرف یہ کہوں گا Sir, under Aticle 161 گیس is a subject جس پر رائلٹی ملتی ہے۔

جناب چیئرمین :- گیس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب عبدالمجید قاضی :- نہیں نہیں میں کہہ رہا ہوں کہ رائلٹی ملنی چاہیئے میں کہہ رہا ہوں کہ پیر اور coal پر رائلٹی ملنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین :- شکریہ۔ کافی ہو گئی ہے قاضی صاحب you have been given 45 minutes already.

کے بارے میں کہوں گا کہ اس پر

[Mr. Abdul Majid Kazi]

نظرثانی کی جانی چاہیئے اور ان کے تبدیلیوں کو رد کیا جائے اور financial apportionment اس کو بھی صحیح طریقے سے deal کیا جائے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب منیع اقبال صاحب! he is not present

جناب عبدالمجید قاضی: Sir اس کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو پھر موقع دیا جائے گا

We will discuss the petroleum policy later on.

جناب امیر عبداللہ روکڑی صاحب! سیاسی صورتحال پر اگر آپ کچھ فرمانا چاہیں۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی: جناب والا! بہت مہربانی۔ آپ نے یاد فرمایا۔ اس وقت ملک کے جو حالات ہیں ان میں سب سے تکلیف دہ معاملہ یہ ہے کہ بیروزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور اگر بیروزگاری کی یہی حالت رہی ہو سکتا ہے کہ ملک کے اندر کوئی ایسا انقلاب آئے جس کو ہم برداشت کرنے کے قابل نہ ہوں۔ جناب والا ہم پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے باہر کی طاقتیں بھی ہمیں کسی حد تک مغلوب کرنا چاہتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ صدر صاحب خدا انہیں غریق رحمت کرے انہوں نے کافی محنت اور عقلمندی سے کام لیا۔ خاص کر افغانستان کے مسئلے میں ایسے حالات پیدا کئے جن سے دنیا کے اندر ایک قوم کی حیثیت سے ہمیں برتری حاصل رہی۔ جناب والا! میں موجودہ حکومت سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں اگرچہ ایک طریقے سے وہ بیروزگاری کو ہر حد تک ختم کر رہے ہیں یعنی وزراء کی فوج اتنی زیادہ بھرتی کر لی ہے آپ جانتے ہیں کہ اس طریقے سے بھی کچھ آدمی تو روزگار پر لگ ہی گئے ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری بھی کافی بھرتی کئے جا رہے ہیں اگر یہ فوج اسی طرح بھرتی کی گئی تو بہت سی بیروزگاری ختم ہو جائے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ ملک میں کوئی بیروزگار نہیں رہے گا۔

جناب والا! میں نے اور بھی بہت سی چیزیں دیکھی ہیں لیکن میں ڈرتا ہوں کیونکہ میں businessman ہوں اور ہم بزنس مین بڑے بامروت ہوتے ہیں ہمیں ہر وقت

خوشامد کرنی پڑتی ہے اس وجہ سے میں ڈر کر باتیں کر رہا ہوں ساری باتیں نہیں بتانا چاہتا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ملک قاسم میرے آگے بیٹھا ہے کہیں خفا ہو جائے یہ تو میرا چھوٹا بھائی ہے خواہ مخواہ لڑائی ہو گی۔ بہر صورت جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ صحیح معنوں میں بے روزگاری کی طرف توجہ دی جائے اور چھوٹی صنعتوں کو ترقی دی جائے ہر دیہات میں چھوٹی صنعتیں جتنی زیادہ لگائی جائیں گی اتنی ہی بے روزگاری کم ہو گی اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ بڑی بڑی صنعتوں سے چھوٹی صنعتیں زیادہ مفید ہوں گی اور اس میں لوگ زیادہ سما جائیں گے۔ جتنے پسماندہ اضلاع ہیں ان کی طرف کسی لحاظ سے توجہ نہیں دی جا رہی۔

جناب والا! اب کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہے کالا باغ ڈیم اتفاق سے میانوالی ضلع میں ہے جو پنجاب کے آخری کونے پر ایک نہایت ہی پسماندہ ضلع ہے اور دریائے سندھ وہاں سے گزرتا ہے اس کو اور کوئی فائدہ نہیں ہو گا پانی سارے کا سارا نیچے جائے گا نہ اس سے فرنٹیئر کو کوئی خطرہ ہے کیونکہ اس کا لیول اتنا نیچا کر دیا گیا ہے کہ اب کبھی بھی یہ خطرہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ نوشہرہ اس سے ڈوب جائے گا کیونکہ دریائے کابل پر اس کا لیول اتنے فٹ نیچا ہے کہ دریائے کابل کی سطح اونچی ہونے کا امکان ہی باقی نہیں رہا لیکن اس کے بن جانے سے میانوالی ضلع کو صرف یہ فائدہ ہے کہ وہاں پر روزگار ملنے میں کسی حد تک ہماری مدد ہو گی اور ہمارے لوگ وہاں تھوڑی بہت مزدوری کریں گے۔ اس طرح ان کی ایڈجسٹمنٹ ہو جائے گی۔ رہا پانی کی تقسیم کا معاملہ تو وہ جو پہلے کا فیصلہ ہے اس سے ایک قطرہ بھی زیادہ ہم نہیں لینا چاہتے۔ جتنا حق سندھ کا ہے وہ سندھ کو دیا جائے جتنا حق سرحد کا ہے صوبہ سرحد کو دیا جائے اور جتنا حق پنجاب کا ہے اس کو دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پنجابی ہونا بھی کوئی زیادہ اچھی بات نہیں ہے کیونکہ بات یہ ہے کہ پنجابی کو اس نسبت اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے اس کے متعلق میں نے ایک قرارداد بھی دے رکھی ہے کہ اس کے چھوٹے صوبے بنائے جائیں تاکہ یہ جو ہمارے اوپر الزام ہے کہ اتنے فیصد ہماری آبادی ہے اور ہم سب کچھ کھا پی رہے ہیں یہ ختم ہو جائے جناب والا!

[Amir Abdullah Khan Rokri]

ہماری ریلشو سروسز میں بھی دیکھی جائے کہ سنٹرل سیکرٹریٹ میں کتنے فیصدی پنجابی ملازمین ہیں اور دوسرے شعبوں میں بھی دیکھی جائے ہاں فوج میں سپاہی ہمارے زیادہ ہیں یہ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن ہم نے کسی صوبے کے اوپر پابندی نہیں لگائی کہ وہاں سے فوج کا سپاہی بھرتی نہ ہو۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس وقت جتنی سنٹرل گورنمنٹ ایجوکیشن کے لئے گرانٹ لے رہی ہے اسی تناسب کو دیکھ لیں کہ کیا ہمیں آبادی کے مطابق گرانٹ مل رہی ہے یا ہم سے چھوٹے صوبے زیادہ لے رہے ہیں اس لئے جناب والا! میں عرض کروں گا کہ مہربانی کر کے پنجاب کی مشکلات کو بھی مدنظر رکھا جائے اور پنجابی ہونا ایک گناہ نہ سمجھا جائے، ہم جہاں جاتے ہیں اگر ہم کراچی میں مزدوری کرنے کے لئے جاتے ہیں تو وہاں سے ہمیں نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ پٹھان اور یہ پنجابی اس قابل نہیں ہیں کہ وہاں مزدوری بھی کر سکیں لندن میں ہم رہ سکتے ہیں لیکن اپنے ملک کے ایک حصے میں جس کو کراچی کہتے ہیں وہاں ہم مزدوری کرنے کے لئے بھی نہیں رہ سکتے۔

جناب والا! میں اپنی قوم کے ساتھ یہ ایک زیادتی سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ میرے ملک کے اندر چار قومیتوں کا ذکر کرتے ہیں میرے دوست محسوس کریں گے میں چار قومیتوں کو کبھی تسلیم نہیں کرتا میں ایک ہی قوم کو تسلیم کرتا ہوں جس کو پاکستانی کہتے ہیں لیکن ایک اب پانچویں قومیت بھی پیدا ہو گئی ہے مجھے معاف کریں کہ اگر میں یہ کہوں پانچویں قومیت جو ہمارے اوپر زبردستی ٹھونسی جا رہی ہے اس کو میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں موجودہ حکومت سے بھی درخواست کروں گا کہ ان کو اس بنا پر وزارتوں میں نہ لیا جائے کہ ان کی پانچویں قومیت ہے پانچویں قومیت اس ملک کے اندر کوئی نہیں ہے صرف ایک ہی قوم ہے جس کو ہم پاکستانی کہتے ہیں اس لئے جناب والا! میں بوڑھا آدمی ہوں میں کوئی زیادہ باتیں کر بیٹھوں گا اور شاید کوئی خفا ہو جائے گا اس لئے میں ڈرتا بھی ہوں لیکن اپنے ملک کے حالات کو دیکھ کر جناب کچھ پریشانی بھی ہوتی ہے جب تک ہم صرف پاکستانی نہیں بنیں گے تو میں آپ کو بتا دوں ہم کسی خطرے سے نہیں بچ سکیں گے ہم نے قربانی اس لئے نہیں دی تھی، قربانی صرف پاکستان کے لئے دی تھی نہ

پنجاب کے لئے دی تھی نہ پختونستان کے لئے دی تھی نہ بلوچستان کے لئے دی تھی ہم نے سندھستان کے لئے دی تھی جناب والا! ۱۹۴۶ کے اندر اس وقت جو جذبہ تھا میں آپ کو اسکا اندازہ نہیں کرا سکتا میرے جیسے ایک معمولی آدمی کو ۱۹۴۶ میں لیگ کا ٹکٹ دیا گیا اس حلقے کا جہاں کا ٹکٹ کوئی لینے کے لئے تیار نہیں تھا یونینسٹوں کا زور تھا اور یہ میرا اپنا حلقہ نہ تھا وہاں گیا تو لوگوں نے مجھے سر آنکھوں پر بٹھایا، ۱۹۴۷ میں میں نے جیل کاٹی ۱۹۴۸ میں میں کشمیر محاذ پر خود لڑا، ۱۲ آدمی شہید کرائے جس میں میرا بھائی بھی شہید ہوا یہ ایک جذبہ تھا ہم صرف پاکستان کے لئے لڑ رہے تھے نہ کشمیر کے لئے لڑ رہے تھے نہ کسی صوبے کے لئے جیلیں کاٹی تھیں صرف پاکستان کے لئے کاٹی تھیں اور میں درخواست کروں گا خدا کے لئے اس صوبائی تعصب کو ختم کریں اور اس صوبے پنجاب کو چھوٹے چھوٹے صوبوں میں تقسیم کر دیں تاکہ ہمارے اوپر یہ جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہماری آبادی زیادہ ہے اس کو ختم کریں تاکہ ہم آپس میں محبت اور پیار سے رہ سکیں میں ان تمام دوستوں سے جن کے مزاج کے خلاف شاید کچھ کہا گیا ہو معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب! جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال: میرے دوستوں نے اور میرے معزز ساتھیوں نے سیاسی صورتحال پر سیر حاصل بحث کی ہے اور بڑی اچھی اچھی تقریریں ہوئی ہیں میرے پاس کوئی ایسا موضوع نہیں ہے کہ میں اس میں کوئی اضافہ کر سکوں لیکن میں کچھ باتیں اپنے صوبے سے متعلق اور پاکستان کی خاص موجودہ سیاسی صورتحال پر کہنا چاہتا ہوں، سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان جس مقصد کے لئے بنا تھا اس مقصد کے منافی ہماری حکومتوں نے ہماری سیاسی پارٹیوں نے اس کے بالکل برعکس کام کیا اور پاکستان میں ۴۰ سال میں سب سے بڑا حادثہ یہ ہوا کہ سیاسی سطح پر ہمارا فیل ہوا یعنی ہم اپنے ملک کو کوئی سیاسی نظام نہیں دے سکے آج ۱۹۴۰ سے پہلے آپ اخبارات کی فائل اٹھا کر دیکھیں تو اس وقت جو مسائل برصغیر کے مسلمانوں کو درپیش تھے آج بھی اسی طرح سے وہی مسائل پاکستان میں موجود ہیں۔ پاکستان میں جب بھی کبھی کوئی مسئلہ شدومد سے اٹھا ہے تو سب سے

پہلے اسلام پر زور دیا گیا ہے جبکہ اسلام کا مسئلہ یہ تھا کہ پاکستان کا قیام ہو چکا ہے اب غریب لوگوں کے مسائل حل ہوں گے اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کو یہ فرق محسوس ہوگا کہ کالونیئل نظام ختم ہونے کے بعد آزادی کا سورج جب طلوع ہوگا تو ان کو وہ وسائل میسر آئیں گے کہ اب اپنے لوگوں کے لئے وہ کام کر سکیں گے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں جتنی سیاسی پارٹیاں تھیں خصوصاً مسلم لیگ اس پر سب سے بڑی ذمہ داری آتی ہے کہ پہلے صف اول کے لیڈر صاحبان کے جانے کے بعد قائد اعظم کی وفات کے بعد لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ مسلم لیگ میں ایسے لوگ کا صدر بنایا گیا جس کی وجہ سے سیاسی ڈھانچہ بالکل خوشامدی اور ٹوڈیوں کے ہاتھوں میں رہا اور ۱۸ سال تک تو مارشل لاء رہا مارشل لاء آنے کی وجہ بھی یہ تھی کہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ اس حد تک ابتر ہوا اور اس ملک میں اتنی انارکی پھیلی ہوئی تھی ۔ اس ملک میں اور سیاسی پارٹیاں اس اہل نہیں تھیں کہ پوری طرح سے ملک کا انتظام سنبھال سکیں اور ریشہ دوانیوں سے بیوروکریسی اور آرمی کے کچھ حضرات نے Vested interests ایک خاص سے مل کر پاکستان میں تیس بتیس سال تک حکومت کی جس سے کوئی سیاسی نظام اس ملک کو حاصل نہیں ہوا اور جب بھی ہمارے جمہوری اداروں نے کچھ ہاتھ پیر پھیلائے یا تو وہ مارشل لاء کی نذر ہو گئے اور ۸۵ء میں جب الیکشن ہوئے تو اس وقت بھی یہ خیال تھا کہ غیر جماعتی انتخاب کا مسئلہ بالکل صحیح تھا وہ سیاسی [illegible] سے کسی طریقے سے بھی ملک کے لئے سودمند نہیں تھا لیکن بہر حال مارشل لاء سے جان چھڑانی تھی تو کچھ جماعتوں نے حصہ لیا اور میرے خیال میں وہ پاکستان میں اچھا الیکشن ثابت ہوا جس طرح ۷۰ء میں یحییٰ خان کی حکومت نے ایک الیکشن کرایا اور اس کے نتائج تسلیم نہیں کئے گئے اور پاکستان کا یہ حشر ہوا اور بدقسمتی سے پاکستان دولخت ہوا اگر شیخ مجیب الرحمٰن کو حکومت دے دی جاتی تو میرا خیال ہے کہ پاکستان ٹوٹنے سے بچ جاتا جب ایک پارٹی کو مکمل طور پر انتخابات میں فتح حاصل ہو تو اس کو کسی غیر جمہوری طریقے سے روکا نہیں جا سکتا تھا لیکن بدقسمتی سے ایسے حالات ہوئے کہ سوائے اس کے کہ ان پر افسوس کیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے اس سے ہم نے اب تک کوئی تجربہ حاصل نہیں کیا ابھی ۸۵ء کے الیکشن کے بعد ہماری مسلم لیگ کی حکومت آئی اور پہلی مرتبہ مسلم لیگ کی حکومت نے لوگوں سے رابطہ کرنے کا

ایک طریقہ اختیار کیا غیر جماعتی ایوان کو جماعتی ایوان میں تبدیل کیا لوگوں نے اس پر اعتراض کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ غیر جماعتی انتخابات کے بغیر مارشل لاء ہٹے یہ تو مسئلہ ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا لیکن یہ محمد خان جونیجو کی کوششیں تھیں چونکہ اس ہاؤس میں سب سے زیادہ مسلم لیگی ذہن رکھنے والے لوگ آئے تھے اسلئے تو انہوں نے مسلم لیگ پارٹی کی بنیاد رکھی اور یہ ایک اکثریتی پارٹی کا ہاؤس بنا جس سے تھوڑی بہت تبدیلیاں آئیں اور مسلم لیگ کی حکومت نے سیاسی پارٹیوں کو آزادی دی اور ملک میں ایک سیاسی فضا دوبارہ بحال ہوئی اس کا بہتر اثر ہوا۔ آپ تین سالہ ریکارڈ دیکھیں تو نیشنل اسمبلی اور سینیٹ نے سیاسی طور پر کافی کام کیا ہے مسلم لیگ کا پانچ نکاتی پروگرام جو تھا وہ پہلی مرتبہ عوام کے لئے تھا۔ اس سے قبل سالانہ ترقیاتی صوبوں میں ہوتے رہے لیکن ان میں عوام کو شرکت کا کبھی احساس نہیں ہوا اور پہلی مرتبہ انہوں نے ایم پی اے، ایم این اے اور سینیٹرز کے ذریعے ایسی سکیمیں جاری کیں جس سے لوگوں کے ذاتی کام کے علاوہ ممبران کی شرکت سے بہت سے رفاہی کام ہوئے اس سے بہت سے گاؤں میں بجلی لگی سڑکیں بنیں سکولوں کا سلسلہ کافی بہتر ہوا اور میرے خیال میں عام آدمی کو یہ احساس ہوا کہ یہ لوگ جو الیکشن میں آتے ہیں اور ووٹ مانگتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنے علاقائی مسائل کو حل کریں۔

جب ہمارے صدر صاحب نے اسمبلی توڑی وہ ایک بڑا غلط اور غیر جمہوری اقدام تھا لیکن ان کو کچھ ایسے طالع آزما خوشامدی لوگوں نے یہی مشورہ دیا اب تو یہ جمہوری حکومت آگے جا رہی ہے بلکہ اس جمہوری حکومت کا سب سے بڑا یہ کارنامہ تھا کہ ایک سال کے اندر انہوں نے مارشل لاء کو قانونی طور پر ہٹا دیا ۔ ہمارے یہ ادارے ۲۹ مئی کے بعد بالکل معطل ہو کر رہ گئے الیکشن کا اعلان ہوا تو کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ پاکستان میں الیکشن نہیں ہوں گے کیونکہ الیکشن کے اعلان کے بعد ۱۷ اگست کا حادثہ پیش آیا تمام دنیا میں دشمن ممالک نے یہ شور کیا کہ اب پاکستان میں دوبارہ مارشل لاء آئے گا سب سے بڑا کریڈٹ ہمارے غلام اسحاق صاحب کو جاتا ہے اور سینیٹ کے اس ایوان کو جس ایوان کے چیئرمین نے نہایت بردباری اور اپنی قابلیت سے اس مسئلے کو حل کیا اور یہ مسئلہ آئینی طور پر بہتر طور پر حل ہو گیا پاکستان کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی صلاحیت دی کہ

[Syed Faseih Iqbal]

آئینی طور پر اقتدار منتقل ہو گیا صدر صاحب نے الیکشن کرانے کے عزم کا اعلان کیا اور ہماری فوج کے قابل سپہ سالار مرزا اسلم بیگ اور پورے فوجی ادارے نے ان کا پورا ساتھ دیا اور انہوں نے محسوس کیا کہ آئین کے تحت الیکشن کرائے جائیں تاکہ پاکستان میں دوبارہ اس قسم کے غیر قانونی اقدام نہ ہو سکیں اور اس سلسلے میں الیکشن کمشنر، ملک کی انتظامیہ اور ہمارے سینیٹ کا یہ ایوان قابل مبارک باد ہے انہوں نے اس مسئلے پر ایسی فضا قائم کی کہ دنیا نے دیکھ لیا جو ناممکن لگتا تھا وہ ممکن ہو گیا کیونکہ پاکستان کے عوام جمہوری طور پر ایسا نظام چاہتے ہیں کہ وہ اپنی پسند کی پارٹیوں کو الیکشن میں لائیں اور یہی حل پاکستان کے عوام کے مفاد میں تھا اور اس سلسلے میں غلام اسحاق صاحب نے تین چار مہینے میں اپنی غیر جانبداری کا پورا ثبوت دیا انہوں نے پوری قوم کو موقع دیا تاکہ ایک بار پھر سیاست جمہوریت کی پٹڑی پر آجائے اور خدا کا شکر ہے کہ اس الیکشن کے بعد جو نتائج برآمد ہوئے وہ قوم نے بھی اور حکومت نے بھی تسلیم کئے خدا کا شکر ہے کہ مارشل لاء سے ہمیں دوبارہ نجات ملی اور اب فوج کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں سیاسی بالادستی سول حکومت کی ہونی چاہیئے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے حالات پیدا ہوئے دنیا میں پاکستان کا image بعد بلند ہوا اس کا سب سے زیادہ کریڈٹ ہمارے عوام کو جاتا ہے ہمارے ان اداروں کو جاتا ہے اور غلام اسحاق صاحب کو بھی جاتا ہے۔

اب صوبائی خود مختاری کی باتیں چل رہی ہیں۔ ۴۷ء کے بعد سے بلوچستان کو صوبائی درجہ نہیں دیا گیا جبکہ قائداعظم نے ۱۹۱۴ء میں بلوچستان کی خود مختاری کے لئے ۱۴ نکات وائسرائے کو پیش کئے تھے کہ بلوچستان سنٹرلی ایڈمنسٹرڈ ایریا ہے یہاں پر اے سی سی کی ضرورت نہیں ہے یہاں ہمیں صوبائی درجہ ملنا چاہیئے اس سلسلے میں مسلم لیگ کا نام جب آیا تو نواب محمد خان جوگیزئی مرحوم جنہوں نے سب سے پہلے بلوچستان میں مسلم لیگ کو قائم کیا اور آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ بلوچستان جیسے علاقے میں جب بلوچستان کے دو علاقے تھے ایک برٹش بلوچستان اور ایک بلوچستان میں پانچ ریاستیں مکران، خاران قلات لس بیلہ تھیں۔ اس میں بہت بڑا فرق یہ تھا کہ جو برٹش بلوچستان تھا اس پر دہلی سے براہ راست حکومت ہوتی تھی جب ۴۷ء میں Constituent

Assembly بنی تو مسلم لیگ نے برٹش بلوچستان سے نواب جوگیزئی کو چنا اور کونسل آف سیٹ میر اسد اللہ رئیسانی تھے اس سلسلے میں قائد اعظم مرحوم جوگیزئی اور میر جعفر خان جمالی کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں انہوں نے قائداعظم کو بلوایا اور قبائلی جرگے سے ملوایا جبکہ وہاں ایک شاہی جرگے کا انتظام بھی تھا جس کے صدر ہمارے نواب محمد خان جوگیزئی تھے انہوں نے پاکستان میں آنے کی کوشش کی کہ ریفرنڈم کا سہرا اس خاندان کے سر ہے اور ہمارے شاہی جرگے کے ان ممبران کے سر ہے جن کو ہم آج بھول چکے ہیں پاکستان کے قیام کے وقت یہ خیال تھا کہ ان لوگوں کے مسائل حل ہونگے لیکن افسوس یہ ہے کہ جس وقت پاکستان کے قیام کے بعد تیس پینتیس سال تک اس کو صوبائی درجہ نہیں ملا ون یونٹ کے شاخسانے کے ساتھ ہمارے جو دو ڈویژن تھے یہ بھی اس میں merge ہو گئے اور انتظامی ابتری کا یہ عالم تھا کہ بدقسمتی سے بلوچستان میں دو مرتبہ ملٹری ایکشن ہوا ایک مرتبہ ہمارے فیلڈ مارشل ایوب خان مرحوم کے وقت میں اور ایک مرتبہ مرحوم بھٹو صاحب کے وقت میں اور یہ دونوں فیصلے ہمارے عوام کے خلاف تھے بلکہ غلط فہمی تھی اور بلوچستان میں ان افسران کو تعینات کیا جو بلوچستان کے کسی معاملے میں دلچسپی نہیں رکھتے اور ان کو بلوچستان کی Cultural background کا کوئی علم نہ تھا

بلوچستان ایک ایسا علاقہ ہے جہاں مختلف pockets ہیں اور سب سے زیادہ وسیع وعریض علاقہ ہے لیکن اس میں ایڈمنسٹریٹیو یونٹ انگریز کے بنائے ہوئے تھے اس پر بھی عمل نہیں کیا گیا بلکہ ان کو توڑ کر نئے ضلعے بنائے گئے چند افسروں کو jobs دینا مقصود تھا اس سے عوام کے مسائل حل نہیں ہو سکے جن لوگوں نے اپنے حقوق کی بات کی ان کو پاکستان کے غدار قرار دیا گیا اور نیشنل پریس نے بھی پوری طرح بلوچستان کا ساتھ نہیں دیا یعنی محسوس یہ ہوا کہ بلوچستان کے لوگ sessionists ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا پاکستان کے سارے صوبوں کے لوگوں کو میں محب وطن کہتا ہوں لیکن بلوچستان کے لوگ سب سے سرفہرست ہیں جب بھی ایران میں گڑبڑ ہو تو وہ لوگ بلوچستان میں پناہ لیتے ہیں۔ افغانستان میں یہ واقعہ ہوا تو بلوچستان کی سرزمین

[Syed Faseih Iqbal]

ان کے لئے کھلی ہوئی ہے جبکہ بلوچستان میں ۵۰/۵۰ میل تک پینے کا پانی نہیں ہے۔ وہاں ایسے حالات اب تک ہیں بلکہ جس دن جاوید جبار صاحب نے تھر کا مسئلہ اٹھایا تھا تو میں نے بتایا تھا کہ میرے صوبے میں خاران جیسا پسماندہ علاقہ پورے پاکستان میں نہیں ہے جہاں سو میل پر پانی کی دستیابی ہوتی ہے یعنی پورا علاقہ desert ہے۔ آخر وہاں بھی لوگ رہتے ہیں لیکن آج تک کسی بھی صوبائی یا مرکزی حکومت نے اس طرف توجہ نہیں دی وجہ یہ تھی کہ اتنے بڑے وسیع و عریض علاقے میں حکومت کا فرض ہے کہ means of communication بنائے اگر کہیں چند آدمی بھی رہتے ہیں تو یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان کے لئے پینے کا پانی، آمد و رفت کے لئے سڑکیں، رہائشی سہولتیں اور دیگر بنیادی جو ضرورتیں ہیں جن سے وہ محروم ہیں ان کو بہم پہنچانے کے لئے کام کرے۔

بلوچستان کبھی مرکز میں صحیح نمائندگی دینے کے لئے نہیں سوچا گیا۔ جب یحییٰ خان نے بیک جنبش قلم ون یونٹ توڑا تو اس وقت بلوچستان میں دو حصے، ایک قلاتی بلوچستان اور بی ایریا۔ merge ہو رہے تھے اس وقت حکومت نے اپنے مفاد کی خاطر اس کو صوبے کا درجہ دیا اور بغیر کسی گارنٹی کے۔ اس پر یہ ہوا کہ ہمارے وہاں کے رہنے والوں میں کچھ ethnic imbalances بھی پیدا ہوئے ورنہ بلوچستان میں کبھی کوئی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ بھی ہماری بیوروکریسی اور نوکر شاہی کا کمال ہے کہ اس قسم کے معاملات پیدا ہوئے۔ یہ معاملات انہوں نے صرف چند سروسز یا کوٹہ سسٹم میں ہی روا نہیں رکھے بلکہ regional feelings کے سلسلے میں بھی روا رکھے میں سمجھتا ہوں کہ تمام دنیا کے مہذب ملکوں میں بھی یہ ہوتا ہے کہ جب کسی علاقے میں آپ imbalances رکھیں گے اور آپ وہاں کے رہنے والوں کو پوری طرح برابری کا سلوک نہیں نہیں دیں گے تو اس قسم معاملات کا پیدا ہو جانا یقینی بات ہے۔ لہٰذا بلوچستان کے سلسلے میں بھی ایسا ہوا اور وہاں پہلا گورنر ہمیں بلوچستان سے باہر کا دیا گیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ پاکستان کا ہر شخص پاکستانی ہے۔ ہمارے روکڑی صاحب نے فرمایا کہ پاکستان

یہ محض ایک ہی قومیت ہے اور وہ پاکستانی قومیت ہے یہاں کسی اور قومیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جس طرح کی لوگ یہاں لسانی تحریکیں چلا رہے ہیں۔ اس سے ملک کا نقصان ہوگا۔ کثیر اللسانی صوبہ میرا ہے، جس میں بیک وقت کوئی آٹھ، نو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ کوئٹہ شہر میں آپ دیکھئے پشتو بولی جاتی ہے، بلوچی بولی جاتی ہے، فارسی بولی جاتی ہے، براہوی بولی جاتی ہے، سرائیکی بولی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ سبی کے کچھ علاقے تک سندھی بھی بولی جاتی ہے۔ ان سب علاقوں میں اگر برابری کی بنیاد پر ان کی نمائندگی ان کے حقوق اور ان کے مسائل کے حل کا اہتمام کیا جائے تو کبھی اس قسم کے مسائل پیدا نہیں ہو سکتے نوکر شاہی کو نہاں جب بھی موقع ملا انتظم ونسق کے علاوہ جتنا پیسہ وہاں خرچ کیا گیا ہے وہ سب غلط کاموں پر خرچ ہوا ہے۔ جو سکیمیں اسلام آباد میں بیٹھ کر بنائی جائیں گی وہ بلوچستان کے لئے کیسے سود مند رہ سکتی ہیں جب کہ انہوں نے علاقہ کو نہیں دیکھا ہے یعنی چالیس یا بیالیس سال پاکستان کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں مگر آج گوادر پسنی، جیونی یا اس بیلہ یا کسی جگہ بھی، کسی بھی حکومت نے کوئی پورٹ نہیں بنایا ہے۔ یعنی پراپیگنڈہ کے اعتبار سے ہمیں دوسرے علاقوں کے بھائیوں کے مساوی سمجھتے ہیں جب یہ وہاں جائیں گے تو ان کو دیکھ کر افسوس ہوگا کہ وہاں پر اب بھی حمال کے کندھوں پر، لانچوں کے ذریعے لوگ پہنچتے ہیں وہاں کوئی GT Road نہیں ہے۔ اس طرح سے اب جا کر انہوں نے وہاں fish harbour بنایا ہے جب بلوچستان میں دوسرا پورٹ سومیانی بن رہا تھا تو مرکزی حکومت نے جرمن رپورٹ کو نظر انداز کر کے قاسم پورٹ بنایا، ہم اس کے خلاف نہیں ہیں کہ قاسم پورٹ کیوں بنایا لیکن [illegible] پورٹ سومیانی کے لئے تجویز کی گئی تھی اور سومیانی ایک قدرتی بندرگاہ ہے جہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں اور چھوٹے چھوٹے جہاز آیا کرتے تھے۔ عربوں کی ملاقی کے دوران بھی جب پرتگیز آئے تو انہوں نے سب سے زیادہ concentration بلوچستان کے sea ports کو دی تھی۔ لیکن میں افسوس سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی کسی حکومت نے خواہ یہ مارشل لاء کی حکومت ہو یا جمہوری حکومت ہو، بلوچستان پر کسی طرح سے بھی توجہ نہیں دی۔

[Syed Fasih Iqbal]

اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ باقی صوبوں میں بھی مسائل ہیں۔ سندھ میں کافی مسائل ہیں جس طرح سے کالا ڈیم کا مسئلہ ہے۔ اس ضمن میں سندھ کے ہر شہری کو مطمئن کرنا ضروری ہے اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سندھ کے مفاد کے خلاف ہے تو ہم نہیں چاہتے ہیں کہ کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا ہو۔ سب سے پہلے مسئلہ ہے قومی مفاد کا۔ اس کے بعد اس علاقے کا مفاد آتا ہے۔ کیونکہ حکومت کا مفاد کوئی چیز نہیں ہوتی ہے مفاد ہوتا ہے لوگوں کا حکومت کی کوئی prestige نہیں ہوتی ہے جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکومت کی prestige کا مسئلہ ہے، یہ غلط ہے، ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ عوام کا مسئلہ ہے۔ اگر عوام ہی کسی مسئلہ سے خوش نہیں ہوں گے تو حکومت کہاں ہے حکومت تو عوام کی ہونی چاہئے۔ یہ میں نے بلوچستان اور سندھ کے متعلق عرض کیا ہے اب میں فرنٹیئر کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اس کے بھی بڑے مسائل ہیں۔ سرو سبز ہیں جس طرح سے بلوچستان کی حق تلفی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کہ ایسا باقی صوبوں کے ساتھ بھی ہوا ہو، لیکن سب سے پہلے یہ ہونا چاہیئے کہ Council of Common Interests قائم ہو، یا چاروں صوبوں کی ایک کونسل ہو جو مستقل ملتی رہے لہذا اس کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہو یہ سیکرٹ میٹنگز نہ کریں، یعنی آج تک یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ نیشنل فنانس کمشن میں چاروں صوبوں کے درمیان جو فیصلے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں، پانی کا مسئلہ اب تک حل نہیں ہو سکا۔ ابھی ہمارے بھائی قاضی صاحب نے گیس کے بارے میں کہا، افسوس سے میں یہ کہتا ہوں کہ ۱۹۵۵ میں سوئی کے مقام پر گیس دریافت ہوئی، لیکن بلوچستان کو گیس کب دی گئی تیس سال کے بعد گیس ملی ہے یعنی گیس بھی ہمیں مارشل لاء نے ہی دی۔ وہ بھی ہمارے جنرل رحیم الدین اور ضیاءالحق مرحوم کو credit جاتا ہے، اس وقت انہوں نے یہ گیس وہاں پہنچائی جب یہ سیاسی مسئلہ بن چکا تھا۔ بلوچستان کے لوگوں کی فراخ دلی کی وجہ سے یہ گیس پشاور تک پہنچائی گئی۔ کراچی پہنچائی گئی، پاکستان کے کونے کونے میں پہنچائی گئی لیکن بلوچستان کو اس سے محروم رکھا گیا یہاں تک ڈیرہ بگٹی سے اس کو سبی تک نہیں لایا گیا، اور یہ سب کچھ ہمارے بیوروکریسی نے کھلے عام کیا جس سے ہمارے ہاں بہت زیادہ مایوسی پیدا ہوئی، لیکن شاباش ہمارے ان لوگوں کو،

جنہوں نے اس کے باوجود بھی پاکستان کے معاملے میں کبھی بھی اپنے ملکی موقف سے گریز نہیں کیا اور پاکستان کی حب الوطنی میں ہر اعتبار سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔

میں گیس کے متعلق مزید عرض کرتا ہوں کہ اس میں جہاں تک سروسز کا تعلق ہے، آپ پاکستان پٹرولیم گیس کمپنی جس نے گیس نکالی ہے اس کے اعداد و شمار لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بلوچستان کے کسی لڑکے کو کوئی اعلیٰ غیر ملکی وظیفہ نہیں دیا گیا جب کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لوگوں کو وہاں ملازمت میں وظیفہ دیا۔ گیس کے محکمہ میں آج بھی ہمارے صوبے کا کوئی آدمی مینجر لیول کا نہیں ہے۔ اس کے متعلق جب ہم نے یہ مسئلہ اٹھایا تو سابقہ حکومت کے وزیر پٹرولیم نے کہا کہ بھئی بلوچستان میں تو ہم نے گیس تھوڑی سی صارفین کے لئے دی ہے۔ اس کے لئے آپ کے ہاں سے کسی ڈائریکٹر کے رکھنے کی کیا ضرورت ہے میں نے کہا کہ جس علاقے سے گیس نکلتی ہے۔ اگر اس علاقے کے لوگوں کو گیس کمپنی میں، پالیسی ساز اداروں میں نمائندگی نہیں دیتے۔ ایک سینئر جاب پر نہیں لگاتے تو یہ ٹھیک نہیں ہے جب کہ ہمارے پاس لوگ موجود ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں یہ حالت تھی کہ ہمارے پاس پانچ ڈاکٹر نہیں تھے آج خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس ایک ہزار ڈاکٹر ہیں جن میں سے تین سو ڈاکٹر بلوچستان میں بے روزگار ہیں۔ میں نے ایک لسٹ بنائی ہے جس میں انجینئرز، ڈاکٹر اور گریجوایٹس کوئی ڈیڑھ ہزار کے قریب بے روزگار ہیں اور یہ کوئی اتنی بڑی تعداد نہیں ہے باقی ملک کے دوسرے علاقوں کو دیکھتے ہوئے، لیکن جب مسئلہ حکومت حل کرنے کے لئے نکلے، تو اس کا آغاز ان علاقوں سے کریں جہاں یہ صورت حال ہے، پہلے بلوچستان کو لیں، پھر سندھ کو لیں، بعد میں فرنٹیئر اور پھر پنجاب کو لیں۔

جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے۔ ہمیں کسی صوبے سے کوئی عناد نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی آبادی زیادہ ہے، ان کے پاس وسائل ہیں، وہاں means of communications اتنے develop ہو چکے ہیں کہ ان کے حالات کچھ ٹھیک ہیں۔ ہم اگر اس حد تک نہیں پہنچ سکتے تو ہم کم از کم یہ چاہتے ہیں کہ جو بنیادی ضرورتیں ہیں، وہ ہر علاقے میں ہر صوبے میں حکومت فراہم کرے اور یہ دونوں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل پر پارٹی لیول سے بلند ہو کر کام

[Syed Faseih Iqbal]

کریئے ۔ اس میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کس صوبے میں کس پارٹی کی حکومت ہے یہ ایک جمہوری عمل ہے ، میرا خیال ہے کہ پاکستان میں اس کا پہلی مرتبہ تجربہ ہو رہا ہے اور یہ بڑا خوش آئند ہے ، لیکن مرکز اور صوبوں کے تعلقات بھی بہتر ہونے چاہئیں ۔ جب ایک مرتبہ آئین کے تحت تمام صوبوں کے حقوق طے کئے جا چکے ہیں ، تو پھر اگر آئین کی پاسداری کی بات آتی ہے تو اس صورت میں ان کو تمام حقوق ملنے چاہئیں ۔ صرف زبانی اعلانات کا فی نہیں ہو سکتے ۔ جس طرح سے بلوچستان میں سول سروس کا مسئلہ ہے ، سفارتی نمائندگی کا مسئلہ ہے اس میں اس کا حق دیا جائے ۔ میں اسی طرح سے باقی صوبوں کا حق بھی تسلیم کرتا ہوں کیونکہ وفاق تو صرف coordination کے لئے بنا ہے ۔ پاکستان تو چار صوبوں پر مشتمل ہے ۔

میں آزاد کشمیر کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی شکل بھی پانچویں صوبے جیسی ہے ، اس لئے کہ جب ملازمتوں کے لئے اشتہار آتے ہیں تو اس میں اس کا کوٹہ بھی مخصوص کیا جاتا ہے ۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کا کوٹہ ہماری آبادی کی بنیاد پر نہیں ہے ، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے مختلف حلقوں میں بڑی بدگمانیاں پیدا ہوگئی ہیں ۔ میری گزارش ہے کہ ان بدگمانیوں کو دور کرنا چاہئے جہاں تک پاکستانیت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج تک کسی نے ہماری کسی سیاسی جماعت نے یا حکومت نے کبھی یہ کوشش ہی نہیں کی کہ ملک جن مقاصد کے لئے بنایا گیا بتدریج وہ مقاصد حاصل کئے جائیں اس کے لئے ایک اصول بنایا جائے تاکہ لوگوں کو محسوس ہو کہ پاکستان کے عوام کو ان کے علاقوں میں کیا فائدہ ہوا ، اور وہ اس آزادی کا پھل کھا سکیں جس کا وہ چالیس سال سے انتظار کر رہے ہیں جب کہ خدا نے اس ملک کو Natural resources سے مالا مال کیا ہوا ہے ۔ Natural resources کا یہ حال ہے کہ ہم مکمل طور پر ان کو ابھی دیکھ نہیں سکے ، صرف آپ ہمارے بلوچستان میں ہی دیکھئے کہ minerals میں چاندی ، سونا ، پیتل ، سب چیزیں موجود ہیں ۔ ایک سیندک منصوبہ تھا جس کو پچیس سال کے بعد اب clearance ملی ہے یعنی تمام صوبوں کے لئے یہ اصول ہونا چاہئے کہ جہاں خام مال ہو ، وہاں ہی انکی انڈسٹری قائم ہو ۔ اب چونکہ کاپر پراجیکٹ بلوچستان میں تھا ، اس کو وہاں establish نہ کرنے کے لئے نت نئے ہتھکنڈے

استعمال کیے گئے حکومت کی طرف سے کبھی مرکزی حکومت نے کہا کہ یہ تو بارڈر پر ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ بارڈر انڈیا کے ساتھ تو نہیں ہے بلکہ یہ ایران کے ساتھ ہے، ہمارا یہ برادر ملک ہے پھر یہ کہا گیا ہے کہ اس میں world loan نہیں ملتا، یعنی ایسی کوششیں کی گئی ہیں جنکی وجہ سے اس منصوبہ کو منظور کرنے میں بیس سال لگ گئے ہیں۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ اب یہ ہو گیا ہے اور اس کا کریڈٹ بھی یہ پچھلی جونیجو حکومت کو جاتا ہے۔

ابھی کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں بات ہوئی۔ بلوچستان میں پٹ فیڈر کے سلسلے میں ۱۹۷۳ میں فیصلہ ہوا کہ ساڑھے سات ہزار کیوسک پانی بلوچستان کا حصہ ہے اور یہ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں پانچ ہزار کیوسک سے زیادہ نہیں ملا۔ ۲۰ سال کا عرصہ دیکھئے اور اس میں کتنی قتل و غارت ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بلوچستان کو اگر اپنے حصے کا پانی ملتا تو آج یہ باتیں نہ پیدا ہوتیں اسی طرح سے وہی مؤقف ہمارا ابھی ہے کہ کالا باغ ڈیم میں قومی نقطہ نگاہ ہو۔ لیکن صوبہ سندھ کے کسی بھی مفاد کے خلاف کوئی کام نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ان کے پانی سے ان کو نقصان ہوگا ہم سندھ کے ساتھ ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اپنے سندھ کے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ بلوچستان کا جو پانی کا معاملہ جسٹس فضل اکبر کمیٹی میں ہوا تھا وہ ابھی اب تک ہمیں نہیں دیا گیا تو یہ چاروں صوبے مل کر بیٹھیں اور وہ چیز کریں کہ جس میں کسی بھی صوبے کی بالادستی نہ ہو اور ایک خیر سگالی کے جذبے سے آپس میں طے کر لیں لیکن یہ ہے کہ اگر سندھ کی ترقی ہے تو یہ پاکستان کی ترقی ہے اگر بلوچستان کی ترقی ہے تو یہ پاکستان کی ترقی ہے لہٰذا ہمیں ان تمام معاملات میں جو اس وقت بڑے حساس ایشو بنے ہوئے ہیں کھل کر حکومت کے سامنے اپنا مؤقف بیان کرنا چاہیئے تھا اور جس طرح سے پیپلز پارٹی کی حکومت ایک جمہوری عمل کے ساتھ آئی ہے۔ ہم نے اس کا خیر مقدم کیا ہے اب اس کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ کہاں کہاں ایسے مسائل ہیں جن پر قومی نقطہ نگاہ سے تمام لوگوں کا اتفاق ہونا چاہیئے ان لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانا چاہیئے۔

ابھی ایگریکلچر کمیشن کی جو بھی رپورٹ آئی تھی۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس حکومت نے اسکا کیا کیا ہے وہ

[Syed Faseih Iqbal]

ہمارے لئے بڑی سود مند تھی کہ بلوچستان میں جہاں معدنیاتی علاقہ ہے وہاں زرعی علاقہ بھی ہے۔ وہاں وادیاں ہیں وہاں زیرزمین water resources ہیں اس کو tap کرنا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے باغات پاکستان میں سب سے اچھا فروٹ پیدا کرتے ہیں اور اس سلسلے میں جو زرعی کمیشن کی رپورٹ ہے اس پر بھی پوری طرح سے عملدرآمد کرنا چاہیئے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب ہمارے ملک میں کسی پارٹی کی حکومت ہوتی ہے تو وہ یہ محسوس کرتی ہے کہ اب یہ ملک کی ایک پارٹی کی حکومت ہے بلکہ ہونا یہ چاہیئے تھا ملک میں ایک سیاسی نظام کی حکومت ہے۔ اس میں تمام لوگ رہتے ہیں۔ جنہوں نے ووٹ دیئے ہوں یا نہ دیئے ہوں ان سب کے ساتھ یکساں سلوک رکھنا چاہیئے اگر کسی پارٹی کی پچھلی حکومت کی کوئی اچھی چیز ہے تو اس کو condemn نہیں کرنا چاہیئے کہ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک نئی ایجوکیشن پالیسی بنے گی میں ایگریکلچر پالیسی بنے گی تو یہ اس ملک میں کب تک ہوتا رہے گا کہ جب ایک حکومت نئی آئے گی تو وہ پہلی حکومت کی ان تمام چیزوں کو ختم کر دے گی جو ایک سسٹم کے تحت ہوئی ہیں ان کا احترام کرنا چاہیئے۔ ان پر عملدرآمد کے لئے سوچنا چاہیئے اگر اس میں کچھ نقص ہے تو اسے publicly deal کرنا چاہیئے اور یہ ایوان کس لئے ہے سینٹ تو خصوصاً ہمارے چھوٹے صوبوں کے سلسلے میں بڑی معاون ہے۔ چونکہ یہاں صوبائی نمائندگی برابر ہے اور اس سے ہم دوسرے صوبوں کے حقوق کے لئے کسٹوڈین کا فرض انجام دیتے ہیں۔ ہم لوگ ان کے نمائندہ ہیں ہم اپنے صوبوں کے مسائل کے علاوہ پاکستان کے ہر خطے کے مسائل کے بارے میں بات کر سکتے ہیں صرف کمیٹیاں اور کمیشن بنا کر کسی معاملے کو التوا میں نہ ڈالا جائے یہ تو مشہور تھا کہ انگریز جس چیز کے بارے چاہتا تھا کہ اس کو کرنا ہے اس کے لئے کمیشن بٹھا دیتا تھا اب بھی یہی ہوا ہے ہمارے اس ملک میں آج تک کسی کمیشن کی کوئی رپورٹ سامنے نہیں آئی وہ کسی سرکاری سیف میں پڑی رہی اور اس کے بعد لوگوں کو یہ نہیں پتہ چلا کہ اس رپورٹ کے سلسلے میں کیا ہوا ہے جس طرح پولیس ریفارمز کمیشن بنا۔ اس کا آج تک پتہ نہیں چلا کہ جتنی

کمیٹیاں بنیں اس کی رپورٹیں کیا ہیں اگر وہ بہتر ہے تو اس پر عملدر آمد کرے نہیں بہتر تو لوگوں کے سامنے لائی جائیں۔ اسی طرح سے پچھلی حکومتوں کی کچھ چیزیں اچھی ہیں تو ان پر عملدر آمد کرنے کے لئے وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے ورنہ ایک حکومت کو پانچ سال اسی طرح سے جب ریشہ دوانیوں میں، ایک دوسرے کے خلاف گزارنے پڑتے ہیں تو سب وسائل —— لڑنے پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور عوام پھر محروم رہ جاتے ہیں لہذا میں اس حکومت سے دست بستہ استدعا کرتا ہوں کہ اسے کو ایک موقع ملا ہے۔ اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ لوگوں نے بڑی امیدیں باندھ رکھی ہیں۔ کم از کم بیروزگاری کے سلسلے میں سارے پاکستان میں، اس کو اس وقت war footing پر کوئی منصوبہ بنانا چاہیئے اور کم سے کم چھوٹے صوبے جو چھوٹے یونٹس ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر چلے اور تمام مسائل کے حل کے لئے بیٹھ کر طے کرے ترجیحات خود مقرر کرے جن کی جو ضروریات ہیں اگر کسی صوبے میں پانی کا مسئلہ بڑا ہے تو وہاں پانی کا مسئلہ پہلے دیکھا جائے۔ بیروزگاری کا مسئلہ ہے۔ بیروزگاری کا مسئلہ دیکھا جائے۔ سندھ میں سب سے بڑی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ وہاں industrialization کا growth رک گیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کا ایسا مسئلہ ہے کہ کراچی جو کبھی امن کا گہوارہ تھا آج کل لوگ وہاں سکون سے نہیں رہ پاتے اب آدمی تو ہر وقت وہاں نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو نظام ہے لوکل پولیس کا وہ بھی اس قسم کا ہے کہ ڈاکہ زنی کے سلسلے میں اگر ایک ڈاکو مارا جاتا ہے یا پکڑا جاتا ہے تو پچاس وارداتیں مزید ہوتی ہیں اور پولیس میں وہ رپورٹ نہیں کی جاتیں لہذا میری ان سے درخواست یہی ہے کہ کم سے کم اپنے تمام صوبوں میں تمام پارٹیوں سے مل کر ایسا قانون بنائیں کہ اس قسم کے حالات ہی پیدا نہ ہوں۔ وہاں جو لوگ ہوں۔ کم از کم civic amenities کراچی میں نہیں ہے۔ کراچی میں بڑے slums ہیں اور دنیا بھر کے مہاجر اس وقت کراچی میں ہیں مجھے پتہ چلا ہے کہ کراچی میں کافی illegal immigrants ہیں جو پاسپورٹ کے بغیر آتے ہیں اور وہ پولیس کے ساتھ اس طرح سے اپنے معاملے طے کر لیتے ہیں، ایجنٹ وہاں گھومتے رہتے ہیں اور رجسٹریشن

[Syed Fasih Iqbal]

identity card اس قسم کی سہولتیں لوگوں کو پیسے دے کر مل جاتی ہیں اور کراچی پر ویسے بھی آبادی کا بڑا بوجھ ہے۔ اس وقت کوئی دس لاکھ کراچی میں illegal immigrants ہیں۔ تو اب آپ اندازہ کیجئے کہ کراچی کے اصل رہنے والوں کا کیا ہوگا۔ جہاں تک تعلق ہے بلوچستان کا۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ۔وائنڈ اپ کریں۔

سید فصیح اقبال: ۔میں یہ بتاؤں گا اس قسم کے حالات جب آپ دیکھیں دوسرے صوبوں میں تو سب سے پہلے آپ دیکھئے کہ یہ لوگوں کے درمیان آخر کیوں غلط فہمیاں اور بدگمانیاں موجود ہیں۔ یہ صرف اس لئے کہ ان کو ان کے حقوق نہیں ملے ان کے احساسات کا احترام نہیں کیا گیا۔ ان کے جمہوری حقوق کی کبھی پاسداری نہیں کی گئی۔ ہمارے مختلف علاقے ہیں بلوچستان میں۔ مکران ہے خاران ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ وہ بھر سے زیادہ پسماندہ علاقے ہیں۔ لیکن آج تک کسی حکومت نے ان کی ترقی کی کوشش نہیں کی۔ وہاں پر خشک سالی کے حالات چالیس سال سے موجود ہیں۔ وہاں بارش بہت کم ہوتی ہے ویسے بھی وہ تمام ریگستانی علاقہ ہے۔ لیکن حکومت کو چاہیئے کہ اپنے تمام علاقوں کو ترقی دے۔ اگر ایک جگہ کے لئے اسمبلی میں آواز اٹھائی جاتی ہے تو حکومت فوراً active ہوتی ہے میری یہ درخواست ہے کہ کم از کم حکومت کو ان تمام معاملات پر ایک جیسی جامع پالیسی اختیار کرنی چاہیئے پاکستان کے تمام خطے تمام علاقے ہمارے لئے برابر ہونے چاہئیں نہ کہ ایک حلقے کے لوگوں کو یہ خیال ہو کہ حکومت شاید وہاں کوئی جانبداری کا ثبوت دے رہی ہے میری کوشش یہی ہوگی کہ میں اپنے ایوان کو وقتاً فوقتاً یہ بتاتا رہوں۔ لیکن جہاں تک صوبوں کے معاملات کا تعلق ہے Council of Common Interests کی فوری طور پر میٹنگ بلائی جائے اسی میں فنانس کمیشن کی میٹنگ بلائی جائے جو مسائل نہیں حل ہو رہے وہ آپس میں بیٹھ کر حل کئے جائیں میرا خیال ہے کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ مسائل حل نہ ہوں اس طرح ہر پاکستانی کو دوسرے کے دکھ درد کا خیال ہو یہ فضا اگر نہیں پیدا ہوگی تو اس قسم کی

چیزیں کیسے حاصل ہو سکیں گی ہم اس ایک جہتی سے دور رہیں گے۔ لہٰذا ہم سب کا فرض ہے کہ پاکستان کے تمام طبقوں کے لئے ہم لوگ بہتر سوچیں اور یہ سوچیں کہ آخر انہوں نے آزادی کا کیا پھل پایا۔ مسئلہ صرف یہی نہیں ہے کہ ہم jobs create کرتے جائیں چند بڑے بڑے عہدے پیدا کرنے سے لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں جہاں تک سیاسی بیداری کا تعلق ہے۔ بلوچستان میں سندھ میں پنجاب میں آج سیاسی بیداری کا یہ عالم ہے کہ لوگ اب اپنا ووٹ سوچ سمجھ کر دیتے ہیں۔ جب ان کو پتہ ہے کہ ایک صوبے میں فلاں کی حکومت ہے ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اس پارٹی کا کیا پروگرام ہے۔ لہٰذا اس وفاقی حکومت کا یہ فرض ہے کہ صوبوں کے ساتھ بھی فراخدلی اور رواداری سے کام لے تاکہ نظام یک جہتی کی بنیاد پر قائم ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ، بہت مہربانی۔ جناب نبی بخش ڈومکی صاحب۔

جناب نبی بخش ڈومکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین صاحب میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے سیاسی حالات پر بات کرنے کی دعوت دی، ملکی سیاست میں پچھلے دو ماہ کے دوران کئی تاریخی نوعیت کے واقعات بھی ہوئے اور کئی اہم اور غیر اہم تبدیلیاں بھی ہوئیں۔ چاروں صوبوں کے عوام اور قبائلی برادران نے اپنے قومی اور صوبائی نمائندوں کا انتخاب کیا۔ صدر پاکستان کے طور پر سینیٹ کے چیئرمین غلام اسحاق خان کا انتخاب، مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت کا قیام، ملک کے سیاسی حالات میں ایک بڑی تبدیلی کے طور پر سامنے آئے، پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت، اور مرکزی حکومت کے ساتھ اختلافی رویہ سارک کانفرنس میں حکومت کا طرز عمل اور اس پر مخالفین حکومت کی زبردست تنقید سب کچھ ایسے معاملات ہیں جس پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے مگر سب سے اہم واقعہ جس نے جمہوریت کے تازہ سفر میں ایک بڑی رکاوٹ کھڑی کر دی وہ ہے بلوچستان کی اسمبلی کا پندرہ دن بعد توڑ دیا جانا۔ ہائی کورٹ نے اسمبلی کی بحالی کا حکم دے دیا اور مرکزی حکومت نے عدالت کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ یہ عوام کے ساتھ اور خصوصاً بلوچستان کے عوام کے ساتھ ایک

[Nabi Bakhsh Domki]

مذاق کیا گیا۔ بلوچستان کے عوام کے فیصلے کو ٹھکرا کر بلوچ عوام کی توہین کی گئی۔ پیپلز پارٹی جمہوریت اور عوام کے فیصلے کی بنیاد پر اقتدار میں آئی تھی حالانکہ مرکز میں پیپلز پارٹی کو کوئی واضح اکثریت میسر نہ تھی مگر اس کے باوجود مرکز میں اس کو حکومت بنانے کی دعوت دی گئی اسی حکومت نے بلوچستان کے عوام کے نمائندگان کے جمہوری فیصلے کے خلاف آمرانہ ضد کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچستان اسمبلی توڑ دی سندھ کے اندر کس سوچ کو آگے بڑھایا جا رہا ہے یہ تمام معاملات ایسے اہم ہیں کہ ان کا اثر آنے والے دنوں کے سیاسی اور جمہوری عمل پر براہ راست ہوگا پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے سابق دور میں بھی اپنے سیاسی مخالفین کے ساتھ رہنے کی عادت کو نہیں اپنایا تھا۔ ان کو کچلنا خریدنا یا پھر ان پر آمرانہ قوت حاصل کرنا اس کی ماضی کی تاریخ اور روایت ہے ایسا لگتا ہے کہ پی پی پی کی موجودہ قیادت بھی ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے مخالفین کو کچلنے اور خریدنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا ارادہ رکھتی ہے جناب چیئرمین صاحب آنے والی نسلیں ان پارٹیوں کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گی جن کا اس ملک کو نقصان پہنچانے میں ذرہ بھر بھی حصہ ہوگا حاکموں کو چاہیئے کہ اپنے اندر برداشت کا حوصلہ پیدا کریں اور اپنے کارکنوں کے اندر بھی برداشت کا حوصلہ پیدا کریں ملک کو اپنی خاندانی جاگیر سمجھنے والوں کو پتہ ہونا چاہیئے کہ جمہوریت کے تقاضے ذرا مختلف ہوتے ہیں بلوچستان کے عوام، پنجاب کے عوام، سرحد اور سندھ کے عوام بنیادی طور پر پاکستانی ہیں ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا تو ان کی اکائی فنا ہو جائے گی اور میں اس اکائی کو فنا ہونے سے بچانا چاہتا ہوں میرے جیسے تمام اراکین سینیٹ میرے ہم خیال ہیں کہ پاکستان کی اکائی کو promote کیا جائے۔

جناب چیئرمین صاحب! سارک کانفرنس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی اس سے دو خاندانوں میں یعنی بھٹو خاندان میں اور گاندھی خاندان میں تعلقات بہتری کی جانب بڑھتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر دو ہمسایہ ممالک ہندوستان اور پاکستان کے درمیان برادری کی سطح پر تعلقات کے تقاضے باہمی و دائمی طور پر قائم ہونا بہت ضروری ہیں جناب چیئرمین صاحب گزشتہ چند

سیاسی ماحول میں ایک خاص کشیدگی کی فضا کو محسوس کیا جا رہا ہے ایک جماعت کے غیر ذمہ دار افراد خواہ مخواہ معاملات کو اچھالنے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ سیاسی ماحول کو خوشگوار رہنے دیں تاکہ سماج میں سکون سے کوئی ترقی کا کام ہو سکے حکومت کو اپنی پالیسیوں کی وضاحت کرنی چاہیئے۔ حالیہ واقعات سے ان کے سیاسی عزائم کچھ اور ہی دکھائی دیتے ہیں۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui. Not present.

Syed Iftikhar Ali Bokhari, a very short speech because the Law Minister would like to start at 12.30 P.M.

Syed Iftikhar Ali Bokhari: Thank you, Sir.

Sir, the political history of the country has been chequered. Since its inception, the country has not found the much desired stability. There have been many political experiments reducing the country to a political laboratory. Each political experiment has brought the country to the verge of disintegration. In fact the country did disintegrate in 1971 when we lost East Pakistan because of our irrational attitude. Whenever there is a change of government, which is a normal political process in other politically stable countires. People here feel insecure. It is because of our past political record. Sir, now the things have to change for the better. The much awaited elections took place in November, 1988. People have shown great political maturity. The voting pattern has been such that the checks and balances in the body politic of the country have emerged. No single political party has been able to form a government on its own either in the centre or in the four federating units. These governments are of political alliances, which are inherently week. Judging from our political performance I feel, Sir, these weak governments are better and more stable than strong autocratic single party governments. There is a persistent tendency amongst politicians to create a single party government in the country, which unfortunately, is the dangerous signal for democracy. From our past experience, a single party government needs more repression and victimization in the country. People have suffered enough. There lives have been miserable Is it not possible for us to develop the civilized and much

needed attitude of live and let live ? Unless we sincerely accept this basic principle, the country will be in a whirlpool of crisis all the time. It is usually said that a coalition government or a government of political alliances cannot function effectively owning to its inherent structure. People here, I am sure, would prefer to live under an inefective government rather than an autocratic single party government.

The political pendulum of the country is swinging towards another disaster. The present confrontation between the Federal Government and the Provincial Government of the Punjab is causing concern to the thinking people. This confrontation is unwarranted. If we all go by the letter and spirit of the Constitution, the dark and threatening clouds of confrontation will disappear, and sunshine of political stability and accommodation will be warming the hearts and spirits of our people.

As far as Pakistan is concerned, Sir, it is a new experience. But in other democractic countries, including our neighbour India, the governments of federating units have been of different political parties than the Federal or Central Government. West Bengal with practically half the population of Pakistan has been governed by a Communist Party, whereas the Central Government has been of Congress. Why cannot we develop a similar accommodating attitude ? At this stage, if an attempt is made to dislodge the present Provincial Government of Punjab with undemocratic ways and means, the future of democracy and, in fact, of the country is bleak. What political benefit will accrue to the Federal Government if the present democratic experiment fails ? We will all be starting from naught. The actual crisis which the country will soon face is of unstable and uncertain economy. Unemployment is rampant in rural areas. The frustrated and unemployed youth will be expressing its disgust soon. This will cause law and order situation all over the country. The interior of Sindh is disturbed. Nobody wants rest of the country to follow suit. Job opportunities have to be created immediately otherwise this army of unemployed youth will not remain peaceful. The problem of unemployment needs full attention of the Federal Government, rather than dislodging the Provincial Government of the Punjab. Which should be the priority number one of the Central Government.

The pace of rural development must be maintained. The basic

amenities like metalled roads, schools, dispensaries and drinking water have reached practically one-third of the rural population. If they are not provided to the remaining rural population soon, frustration will set in. For accomplishing this, more mobilization of human and material resources would be needed. Development on borrowed funds is not really desirable. We must get out of this vicious circle. Development must be on our own available resources which are unlimited in our country if they are properly and sensibly tapped and utilized.

I would like to express my feelings on the restoration of the Provincial Assembly of Baluchistan. Its dissolution was uncalled for . With three out of four Provincial Assemblies functioning in the country, it was most unfair to Baluchistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین : بخاری صاحب گزارش یہ ہوگی اگر وائنڈ اپ کریں ٹائم بھی بہت کم ہے اور دو ممبر صاحبان اور بولنا چاہتے ہیں۔

Syed Iftikhar Ali Bokhari: Just a minute, Sir.

It was like a car running on three wheels and obviously such a damaged car cannot cover much distance. May be the restoration of Baluchistan Assembly will bring much needed sanity to our politics.

In the end, I must say a few words on the role of this august House. After the dissolution of the last National and Provincial Assemblies on 29th May, 1988, it was only the Senate which maintained the fragile link with democracy. If this Upper House was not there, it has unfortunately become a target of some politicians now, the process of democracy would have been halted. The former Chairman of Senate was able to guide the country towards democracy. The wrecked ship of the country was brought to the shores of democracy and safety by the able captain, who maintained him clam and thus saved the situation. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Salim Saifullah Khan.

گزارش آپ سے بھی یہی ہے کہ ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

جناب سلیم سیف اللہ خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شکریہ ! جناب چیئرمین رواج کے مطابق

[Mr. Salim Saifullah Khan]

مجھے بھی آدھا گھنٹہ بولنا چاہیئے لیکن آپ نے حکم دیا ہے تو کوشش کروں گا کہ صرف پانچ منٹ میں اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔ سب سے پہلے میں جناب غلام اسحاق خان صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جن کی کوششوں سے اور جن کی قیادت میں اس ملک میں الیکشن ہوئے۔ بڑے منصفانہ الیکشن ہوئے اور عوام نے اپنے حق رائے دہی کو استعمال کیا۔ میں چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن کے دیگر عملے کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو کام کیا وہ بھی قابلِ تعریف ہے۔ جناب والا الیکشن کے بعد جیسے وفاقی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بنی۔ پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت بنی۔ سندھ میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت بنی۔ صوبہ سرحد میں بھی کولیشن گورنمنٹ بنی اور بلوچستان میں بھی کولیشن گورنمنٹ بنائی گئی۔ لیکن اس حق رائے دہی کو اس پارٹی نے جو اپنے آپ کو جمہوریت کی علمبردار کہتی ہے اس حق کو پنجاب میں مسترد کرتے ہوئے یہ بیانات دینے شروع کر دیئے کہ پنجاب میں rigging ہوئی ہے چونکہ پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت بنی اور اکثریت نے وہاں اتحاد کو ووٹ دیئے تو میری حکومت وقت سے صرف یہ گزارش ہے کہ جمہوریت تو کہتے ہی اسے ہیں کہ بعض مرتبہ اقتدار ہوگا اور بعض مرتبہ اختلاف بھی ہوگا اگر صوبہ پنجاب میں حزبِ اختلاف کی حکومت ہے تو اس کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ ہم وفاقی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو تسلیم کر رہے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہوگی بجائے اس کے کہ وہ بیانات دیں وفاقی وزراء وہاں جا کر کوشش کریں کہ صوبائی حکومت کو de-stabilise کیا جائے اس سے کوئی فائدہ جمہوریت کو نہیں پہنچے گا جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے وہاں پر جو کچھ ہوا اس کی تفصیل میں بھی میں نہیں جاتا بہرحال الحمدللہ کہ آج اس ملک میں اور جس کے صحیح فیصلے سے آج وہاں بھی اسمبلی بحال ہو چکی ہے اور وہاں ایک کولیشن گورنمنٹ کام کر رہی ہے۔ میں یہاں ذکر کروں گا کہ جہاں ہم جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں۔ گیارہ سال کی جدوجہد کی باتیں کرتے ہیں وہاں پر سیاسی نظام کو نقصان پہنچانا یا سیاسی شخصیتوں پر۔ میں سمجھتا ہوں بطور کمیونٹی ہمارا جو سٹرکچر ہے وہ یقیناً صوبہ سرحد میں اس لئے گرا کہ دس ممبران جو آئی جے آئی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے تھے وہ فلور کراس کر کے حکومت میں شامل ہو گئے چند کو وزارتیں ملیں چند کو کچھ پرمٹ ملے میں نے سنا ہے ایک وزیر صاحب کی کوئی لیز تھی جو کینسل ہو گئی تھی تو

تو وہ بھی بحال ہو گئی ہے ۔

تو میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اس سے عوام میں ... (مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please, please, no cross-talks.

جناب سلیم سیف اللہ خان: اس سے عوام میں ہمارا جو سٹرکچر ہے بطور کمیونٹی ضرور اس سے فرق پڑا ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ اس قسم کی حرکتوں سے حکومت گریز کرے گی ۔ جناب والا! چونکہ وقت آپ نے کم دیا ہے باتیں تو اور بھی تھیں بہر حال اس وقت آٹھویں ترمیم اور سینیٹ کے توڑنے کے متعلق بعض لوگ عدالتوں میں گئے ہیں بڑے بڑے لیڈران بیانات دے رہے ہیں ۔ میں نے اس دن فارسٹ ڈیپارٹمنٹ والے صاحب سے پوچھا کہ مارگلہ ہلز میں جو آگ لگی تھی اس کو آپ بروقت نہیں بجھا سکے تو انہوں نے جواب یہ دیا کہ آج کل آٹھویں ترمیم رکاوٹ بنی ہوئی ہے میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہمارے مسائل بہت ہیں بیروزگاری ہے رشوت ستانی ہے اندرونی سازشیں اور بیرونی سازشیں ہیں بہت چیزیں ہیں براہ کرم حکومت وقت کو یہ چاہیئے کہ جو مسائل ہیں ان کی طرف توجہ دیں ۔ اس کے لئے کبھی یہ کہتے ہیں کہ ریفرنڈم کریں گے کبھی کہتے ہیں عوامی عدالت میں جائیں گے بھئی یہ عدالت موجود ہے سینیٹ موجود ہے قومی اسمبلی ہے آپ کمیٹی بنائیں آئی جے آئی نے مختلف موقعوں پر کہا ہے ہم آپ سے بات کرنے کے لئے تیار ہیں تو گزارش یہ ہے کہ یہ بہانہ نہ بنایا جائے کہ آٹھویں ترمیم ہر ایک چیز کے لئے رکاوٹ بنی ہوئی ہے

جہاں تک سینیٹ کے توڑنے کا تعلق ہے اس پر بھی آج کل بڑی باتیں ہو رہی ہیں کہ سینیٹ کو بھی dissolve کیا جائے یہ غیر آئینی ہے غیر قانونی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ سینیٹ کی جو کارکردگی ہے میں فخر سے یہ کہتا ہوں میں اس ادارے کا ایک ادنیٰ رکن ہوں ایک ممبر ہوں اور خاص کر جو کارکردگی اس سینیٹ کی پچھلے چار سال میں رہی ہے اور خاص کر ۲۹ مئی کے بعد کی کارروائی میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً قابل تحسین ہے تو اس لئے حکومت وقت سے یہ بھی گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ نے اپنے بہت سے چمچوں کو کہہ دیا ہے اور انہوں نے مختلف عدالتوں میں کیسز دائر کئے ہیں یا وہ بیانات دے رہے ہیں اس سے گریز کریں ہم ان

[Mr. Salim Saifullah Khan]

کو یہ یقین دلاتے ہیں جیسے پچھلے دنوں قومی اسمبلی سے ان کے دو بل آئے تو سینیٹ نے میرے خیال میں پندرہ منٹ میں ان کو پاس کر دیا ورنہ اگر ہم چاہتے تو ان کو بلاک بھی کیا جا سکتا تھا ان کو amend بھی کیا جا سکتا تھا بہت کچھ کر سکتے تھے کیونکہ یہاں آئی جے آئی کی اکثریت ہے لیکن ہم نے وہ راستہ اختیار نہیں کیا کیونکہ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ جیسے پیپلز پارٹی کا اس ملک میں کچھ stake ہے تو ہمارا بھی ہے اگر ان سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہے اس لئے ہم سے اس بات کی توقع نہ رکھیں سینیٹ میں اکثریت چونکہ آئی جے آئی کی ہے تو ہم ان کو زیادہ تنگ کریں گے ایسی کوئی بات نہیں ہے جہاں پر تنگ کرنے کی ضرورت ہو گی۔ انشاءاللہ وہاں پر ہم ان کو ضرور تنگ کریں گے۔ ایک آخری بات چونکہ وقت میرا پورا ہو رہا ہے ....

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں آپ کے ۱۰ منٹ ابھی پورے نہیں ہوئے۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: ایک آخری بات مشیروں کے متعلق ہے جہاں پر ہماری ماشاءاللہ کافی لمبی چوڑی کابینہ ہے وفاقی سطح پر اور صوبہ سرحد میں اس وقت ۲۳ منسٹر موجود ہیں اور سنا ہے کہ اور بھی کابینہ میں توسیع ہونے والی ہے میری صرف یہ گزارش ہے کہ میں ایک سیکرٹری صاحب سے ملنے گیا مجھے کچھ کام تھا اس نے کہا کہ بھئی آج کل آپ ہمارے پاس نہ آیا کریں ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک منسٹر صاحب ہیں اور ایک منسٹر آف سٹیٹ ہیں ساتھ اسی محکمے کے ایک ایڈوائزر ہیں ساتھ ایک او ایس ڈی ہیں اور ایک اسپیشل اسسٹنٹ ہے پانچ پانچ حکام بیک وقت اسی چیز کے لئے ہم سے انفارمیشن مانگتے ہیں تو ہم اب ان کی کس کس خواہش اور ڈیمانڈ کو پورا کریں گے صرف یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کے وزراء نالائق ہیں تو ٹھیک ہے مشیر رکھیں اور اگر وزراء نالائق ہیں اور وہ قابل ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے کہ آپ نے اتنی فوج بھرتی کی ہوئی ہے۔ میری آخر میں حکومت وقت سے یہی گذارش ہے کہ جو بھرتی ہو چکی ہے وہ کافی ہے براہ کرم اور بھرتی نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ محسن صدیقی صاحب آپ کا نام چونکہ شروع میں پکارا

کیا گیا تھا اور آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اگر آپ اس وقت پانچ منٹ میں وائنڈ اپ کر سکیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب محمد محسن صدیقی:۔ میں کوشش تو کروں گا کہ مختصر وقت میں تقریر مکمل کر دوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین:۔ گذارش ہے کہ ابھی اور بھی ممبران نے حصہ لینا ہے۔

جناب محمد محسن صدیقی:۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ مگر کچھ میرے سفید بالوں کا بھی خیال رکھئے گا

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اسی لئے تو آپ سے گذارش کر رہا ہوں کہ بعد میں منسٹر صاحب نے کہیں جانا ہے۔

جناب محمد محسن صدیقی:۔ جناب ڈپٹی چیئرمین، میں آج اس اہم موضوع کے اوپر۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین:۔ محسن صاحب اس وقت میں "چیئرمین" کی کرسی پر ہوں۔

جناب محمد محسن صدیقی:۔ جناب چیئرمین! میں آج اس موضوع کے اوپر جو گفتگو کروں گا وہ کسی پارٹی کے رکن کی حیثیت سے نہیں کروں گا۔ میرا موقف ہمیشہ یہ رہا ہے اور رہیگا میں تحریک پاکستان کا ایک آدمی ہوں اور کسی تحریک کو چلانے کے لئے سیاسی جماعتیں ایک vehicle ہوتی ہیں، وہ راستے میں رکاوٹ نہیں بنتی ہیں میں پاکستان کی تحریک کا آدمی ہوں اور یہاں پر خواجہ سعید جیسے اور محمود منٹو جیسے لوگ موجود ہیں جو اس بات کی شہادت دیں گے کہ میں ۱۹۴۰ء سے کر آج تک اسی تحریک کا رکن ہوں اور اسی تحریک کے لئے کام کرتا ہوں اس لئے کوئی شخص میرے بیان سے، میری تقریر سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ میں وہی بات کہوں گا جو میرے نزدیک اس تحریک کے لئے مفید ہے اور اس تحریک کا جو جزو لاینفک تھا، وہ پاکستان کا حصول تھا اور آج جو میں بات کہوں گا وہ پاکستان کے مقاصد کے لئے۔ پاکستان کی سربلندی کے لئے اور پاکستان کی کامیابی کے لئے کہوں گا۔ مجھے اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کون سی سیاسی جماعت اقتدار میں آئی ہے۔ میرا اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ کون وزیر ہوئے ہیں مجھے اس سے کوئی واسطہ اور رابطہ نہیں کہ اقتدار کس کو ملا ہے۔ مجھے واسطہ اور رابطہ اس بات سے ہے کہ آیا جو لوگ برسر اقتدار ہیں، جو لوگ حکومت میں آئے ہیں وہ پاکستان کے

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

نظریے سے واقف ہیں ؛ پاکستان کی امنگوں سے واقف ہیں ! وہ ان ولولوں سے واقف ہیں کیا ان کے دل میں وہی دھڑکنیں ہیں جو ہمارے دلوں میں تھیں جب ہم پاکستان کی تحریک چلا رہے تھے ۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جہاں جہاں الیکشن میں، میں نے دیکھا ادو جماعتیں بڑے کھلے انداز میں ایک پاکستان اور ایک فیڈریشن کے نام سے میدان میں آئیں ۔ ایک تو آئی جے آئی، ''مسلم لیگ'' جسے میں مسلم لیگ کہتا ہوں، دوسری طرف پاکستان پیپلز پارٹی ، اور ان کی اپنی کاوشوں اور کوششوں سے انہیں مختلف علاقوں میں سنٹرز میں کامیابیاں حاصل ہوئیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس الیکشن کے بعد ہم کس طرح اس ملک کو چلائیں یہ حالات جن میں آج ہم پہنچے ہیں، کن کن مراحل سے ہم کو گزرنا پڑا ، کن کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ۔ کس کس طریقے سے ہم نے ان مراحل کو طے کیا اور میں قابل مبارک باد سمجھتا ہوں جناب غلام اسحاق صاحب کو جو کہ ہمارے سابق چیئرمین ہیں ، اور آج کے صدر ہیں اور چیف آف دی آرمی سٹاف کو، جنہوں نے مل کر اس ملک کو دوبارہ جمہوری اقدار پر اور جمہوری قدروں کے ساتھ، جمہوری ڈگر پر ڈالا ۔ آج جب یہ جمہوریت بروئے کار آ چکی ہے اس وقت اس قسم کی باتیں جو ہمارے کانوں میں آ رہی ہیں ، اس قسم کے نعرے جو ہمارے کانوں میں سنائی دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ کوئی نیک شگون نہیں ہیں یہ کوئی نیک فال نہیں ہے ۔ اس لئے میری بڑی دردمندانہ اپیل ہو گی ۔ ہر طبقے سے ، کہ خدارا اس جمہوریت کے پودے کو جو بڑی مشکل سے ، دوبارہ لگایا گیا ہے ، اس کی آبیاری کریں ۔ اسے اکھاڑنے کی کوشش نہ کریں ۔ آپ کے سامنے کئی مقررین نے اس سلسلے میں بات کی ہے ابھی میرے ایک دوست بلوچستان کے متعلق بات کر رہے تھے ، بلوچستان وہ صوبہ ہے جس سے میری بڑی دلچسپی ہے ، میں نے بلوچستان کو سب سے پہلے ۱۹۳۸ میں دیکھا تھا قاضی صاحب کے ساتھ ، اس کے بعد میں متعدد بار وہاں گیا ہوں ، بلوچستان وہ بدنصیب صوبہ ہے کہ جہاں پر عوام اب بھی ضروریات زندگی کے لئے ترستے ہیں ، مجھے خوشی ہے کہ وہاں پر جو ایک جمہوری گتھی الجھ پڑی تھی وہ سلجھائی جا چکی ہے ، اور عدالت عالیہ کا یقیناً ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اس مشکل سے اس نے ہمیں بچا لیا ۔ اور اب خدا کا شکر ہے وہاں پر کہ نمائندہ حکومت قائم ہو

چکی ہے جمہوری اقتدار بحال ہو چکی ہیں اور ایک نمائندہ حکومت وہاں کام کر رہی ہے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ حکومت بجائے اب کسی سیاسی چپقلش میں پڑنے کے ، وہاں کے عوام کی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرے گی اور وہ تمام ذرائع جو اس صوبے میں موجود ہیں ۔ انہیں بروئے کار لائے گی اور وفاقی حکومت سے میں یہ کہوں گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ انکی جو مدد کر سکتی ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کی زندگی بہتر ہو سکے ۔

اسی طرح صوبہ سندھ میں سب سے پہلی بار ، اس طرح سے الیکشن لڑا گیا کہ جس میں ایک پاکستان اور ایک وفاق کا نعرہ لگا ، میرے کانوں میں دوسرا نعرہ نہیں پڑا اور وہ لوگ جن کے متعلق صحیح یا غلط کہا جاتا تھا یا جن کے متعلق لوگوں کے دلوں میں شبہات تھے ، جن کے متعلق لوگوں کے دلوں میں وسوسے تھے ، کہ یہ شاید علیحدگی پسند ہیں یا شاید سندھو دیش کے حامی ہیں ، ان لوگوں کو بھی موقع ملا خدا جانے ان کی نیتیں ، خدا جانے ان کے دلوں کا حال وہ بہتر جانتے ہیں مجھے کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ میں کسی کی نیت پر حملہ کروں ، میں صرف اتنا کہوں گا کہ لوگ کھل کر آئے تھے ، ایک پاکستان کا نعرہ لگا کر ، جو کھل کر آئے تھے وفاق کا نعرہ لگا کر ، انہوں نے تمام ایسے عناصر کو تہس نہس کر دیا ، ان میں سے زیادہ تر نہ صرف لوگ ہارے ہیں بلکہ اپنی ضمانتیں بھی ضبط کروا چکے ہیں ، ان کو اب کوئی حق نہیں ہے کہ عوام کے نام پر سندھ کی بات کریں ۔

اب آیئے پنجاب کی طرف ۔۔ پنجاب پاکستان کا سینہ ہے ، اور یہ وہ سینہ ہے جس میں پاکستان کا دل دھڑکتا ہے ۔ ہمیشہ پنجاب نے اپنی آغوش کھولی اور ہمیشہ ہر طبقے ہر علاقے کے لوگوں کو انہوں نے سراہا ، آج اگر ان کے ہاں کامیابی آئی جے آئی کی ہوئی ہے تو بڑے فراخدلی سے ، بڑے کھلے آغوش سے ، انہیں قبول کرنا چاہیئے اور انہیں چاہیئے کہ وہ کوئی ایسے نعرے نہ لگائیں جس سے کوئی یہ سمجھے کہ اس سے صوبائیت کی بو آتی ہے ، اگر پنجاب سے بھی یہ نعرہ لگنے لگا کہ پنجابیوں ایک طرف ہو جاؤ ، پنجابیوں ادھر آ جاؤ ،

بہ جماں کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

یہ پاکستان کہاں رہے گا۔ میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اور بڑے مودبانہ انداز میں پنجاب کے لوگوں سے گذارش کروں گا کہ خدارا آپ ایک دوسرے کے کہنے میں نہ آئیں، آپ اس قسم کے نعرے نہ لگائیں، آپ ہی پاکستان کا دل ہیں آپ پاکستان کا سینہ ہیں، آپ پاکستان کا ذہن اور دماغ ہیں خدا کے لئے آپ ان نعروں سے بلند ہو کر اس ملک کی تعمیر میں حصہ لیں اور جو لیڈر ان ہیں ان سے میں درخواست کروں گا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اپنے آپ کو نہ الجھائیں۔ اس وقت ملک کے اوپر ایک بڑا کٹھن وقت ہے آپ دیکھیں کہ سیاسی حالات تو کچھ بہتر ہوئے ہیں، جناب چیئرمین! میں آپ کی اطلاع کے لئے بتاتا ہوں کہ میں سال میں دس بارہ مرتبہ باہر جایا کرتا ہوں، ابھی الیکشن کے بعد دو مرتبہ گیا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ پاکستان کا کہیں نام ونشان نہیں ہوتا تھا، کسی اخبار میں کبھی پاکستان کی چھوٹی سی خبر سال دو سال میں آجایا کرتی تھی آج پاکستان کے متعلق وہاں کے ریڈیو اور ٹی وی اور اخبارات میں جو خبریں ہیں وہ قابل فخر ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے یہ محسوس کیا ہے، پوری مہذب دنیا نے پوری جمہوری دنیا نے پوری آزاد دنیا نے یہ محسوس کیا ہے کہ پاکستان ایک بہت بڑا ملک ہے ایک بڑا عظیم ملک ہے جہاں جمہوریت اس طرح پنپتی دیکھنا ہے اور جب یہ ہم نے ایک عورت کو جو ان کے نزدیک کبھی اسلامی ملک میں سربراہ ہو نہیں سکتی تھی سربراہ بنایا ہے۔ تو آج ہماری امید آج ہمارا جو نقشہ ان کے ذہنوں میں ابھرا ہے وہ نہایت اچھا ہے۔ خدارا اس کو خراب نہ کریں، یہ ایک ایسا مثبت پوائنٹ ہے آپ کے حق میں کہ پوری دنیا ضرورت کے وقت آپ کے ساتھ آئے گی۔ اس لئے آپ اپنی جمہوریت کو مضبوط کریں۔ آپ اپنی جمہوریت ظاہر کریں۔ آپ دیکھیں صوبہ سرحد نے کس طرح مل جل کر حکومت بنائی ہے۔ یہ صوبہ وہ ہے جس کے وسائل بہت تھوڑے ہیں بہت چھوٹا سا صوبہ ہے، مگر ان کی فراخدلی دیکھئے کہ ۲۵ لاکھ مہاجرین کو انہوں نے اپنی آغوش میں جگہ دی ہے۔ انہوں نے انہیں گلے لگایا اور اپنی تاریخی اور روایتی مہمان نوازی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج صبح آزادی کی کرن افغانستان میں پھوٹ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین :- محسن صاحب گستاخی کی معافی چاہتا ہوں ۱۰ منٹ ہو گئے
منسٹر صاحب نے بھی بولنا ہے Please try to wind it up.

جناب محمد محسن صدیقی :- اور یہ ہمارے بھائی باعزت طریقے سے اپنے اپنے ملکوں میں
چلے جائیں گے اور مجھے امید ہے جس صوبے میں یہ مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لئے
وہاں کی حکومت کوشش کرے گی -

اب مسئلہ ہے کالا باغ ڈیم کا - یقیناً صوبوں میں اس بارے میں اختلاف ہے - مگر میں اس
کے متعلق مختصراً یہ کہوں گا کہ پہلے پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل کر لیجئے - چیف جسٹس آف پاکستان
اور چاروں چیف جسٹس اور چاروں صوبوں کا ایک tribunal بنا تھا ایک
Arbitration Panel بنا تھا - انہوں نے ایک فیصلہ کیا جناب صدر کے
پاس اس وقت بھیج دیا گیا تھا - خدارا اس کا اعلان کریں تاکہ لوگوں
کو معلوم ہو کہ ڈیم بنے یا نہ بنے ان کو پانی ملے گا - اگر آپ ایسا کر دیں اس کے بعد
ٹیکنیکلی دیکھیں کہ آیا وہ قابل عمل ہے - اس کو سیاسی مسئلہ نہ بنایئے اس کو سیاسی
مسئلہ بننے سے وہ حل نہیں ہو گا گر ملک کو ضرورت ہے بجلی کی اجیسے کہ ملک کو یقیناً
ہے تو پھر آپ اس مسئلے کو سیاسی نقطہ نگاہ سے نہ دیکھیں - وہ سیاسی عینکیں جو آپ نے
پہن رکھی ہیں انہیں اتار کر پھینکیں - قومی نقطہ نگاہ سے سوچئے اور یہ دیکھیے کہ ہر صوبے کو اس
کا حق ملتا ہے اس کے علاوہ ہماری معیشت کا کیا حال ہے - اس معیشت کو سدھارنا ہے ہم قرضوں میں ڈوبے ہوئے ہیں
بیروزگاری کا حال دیکھئے - ہم جب تک اس ملک میں صنعت کو ترقی نہیں دیں گے - سرکاری
نوکریاں کتنی ہو سکتی ہیں - میری گزارش یہ ہے کہ یہ وقت ہے کام کرنے کا یہ وقت ہے
مثبت اقدامات کا - یہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا نہیں ہے - یہ وقت سیاسی
بیت بازی کا نہیں ہے - میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ میں ان چند لوگوں میں

ملک سے ہوں جو یہ چاہتے ہیں اور اپنی زندگی کے آخری لمحے تک جن کی یہ خواہش ہے کہ یہ ملک اللہ کرے قائم رہے دائم رہے اور کامیاب رہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، نوازش۔ محترم وزیر انصاف صاحب۔

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Thank you Mr. Chairman. I am grateful. We started this debate on 18th of January, 1989. We have heard lot of learned Members speaking on the subject. There was quite a good amount of acrimony in the speeches. There was venom in the speeches and of course there was affection also in the speeches. A few speeches were really constructive. Some speeches were good. Some speeches were not very good. I shall endeavour to meet all the important points submitting before this honourable House the point of view of the Government. We shall of course be guided by the Parliament and this august House always and if during the course of my submissions there are certain matters or certain factual positions which are unplatable, I assure you Mr. Chairman, the purpose of bringing those facts before this august House is to correct the record and nothing else. For instance, Kashmir, Mr. Chairman Sir, lot of honourable Members talked about the Kashmir issue and certain honourable Members, went to the extent of using expression like a sell out on Kashmir. I wish in this very august House before using such expressions we should keep in mind the sanctity of this House. The enormity of responsibility that dwells on our shoulders because this is certainly an Upper House and I certainly do accept that its standard of debate by and large has been instructive but Mr. Chairman Sir, on Kashmir there has never been a sell out by the Government of Pakistan Peoples Party, not now, not earlier.

I did not want particularly myself and my Government did not want to talk about the past. Our endeavour has been in these Houses of Parliament not to talk about yesterday but at times we are forced by very honourable Members who conveniently forgot a period of past one decade and went behind to a period of 70's talking about our faults, talking about our misdemeanour. I even now would not want to dwell on what happened during those last eleven years. The economic acceleration of certain projects of certain economic progress in the country was talked about, certain figures were given. Mr. Chairman Sir, to me and to the Government of Pakistan Peoples Party a dignity of a human-being, a respect of

a human-being, a conscience of a human-being, a life of a human-being is a far more important than all the economic developments of the world. We remember Mr. Chairman Sir, the indignities the people of Pakistan had to go through last 11 years is uprecedented in the history of this country. I did not want to rake the future because lots of unplatable facts would come out. Mr. Chairman, Sir, there may have been some ostensible golden linings on our economic horizons but how was a human-being treated ? How were people of Pakistan treated ? There was a constant fear in the minds of people. There was a constant agony in the minds of people. Me-by me I mean every citizen of Pakistan and our children and our wives and our sisters and our mothers never felt safe. I did not want to too, as I said I would not even now that has been our stand, that has been a stand of our Prime Minister, let us forget about what happened yesterday, let us talk about tomorrow.

On Kashmir, we assure this House, we assure this country, we assure the people of Pakistan that even if our lives are at stake on an issue like Kashmir, the Government of Pakistan Peoples Party shall never renege on its commitments to the people of Pakistan. I will go back to an issue which is my forefather's issue and I say with all humility and respect before this honourable House Mr. Chairman, Sir, that every Pakistani citizen wanted, worked and sacrificed for the creation of Pakistan. In our estimation, in our avaluation there is no traitor in the country, every citizen of Pakistan is a proud citizen of Pakistan. Every citizen of Pakistan regardless of the provincial boundaries that he lives in is as much a patiot as any citizen sitting in this House or any other House. We would not like any one to be dubbed as traitors or people who did not work for Pakistan. We all did it, and let us forget the past. Why should we talk about past when we have long future to go. Countries don't live for a few years or a century, *Inshallah*, we hope, and we are confident that Pakistan shall live till enternity. So, on Kashmir there has been no compromises. In the SAARC conference and the bilateral meetings with the Indian Prime Minister, our Prime Minister made this categorically clear that this is an issue and it shall be resolved in accordance with the resolution of United Nations and in accordance with the wishes of the People of Pakistan. Why would the Peoples Party have to do that on Kashmir ?

Sir, the Baluchistan Assembly, though it is an old story now, but once again I will very respectfully submit before this honourable

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

House that there is a Constitution today. I for one and my Government called this a distorted Constitution, a mutilated Constitution but we have made a commitment to the people of Paksitan. We have reiterated that commitment before this august House on more than one occasions. We have reiterated this commitment before the National Assembly and I am again forced to reiterate that we shall follow the Constitution in letter and spirit. There are certain provisions in the Constitution. Now attributing motives merely because certain things happened which are not to my personal liking is very unfair. That is the least I can say. There is, in the Constitution, itself, of this multilated Constitution, of this distorted Constitution, a provision in the Constitution where a Chief Minister of a given province, of a particular province, can advise dissolution of Provincial Assembly. . . . .

Mr. Deputy Chairman: No cross talk please.

Syed Iftikhar Hussain Gillani: Now, to attribute motives merely because as I said, 'I don't like it', I as an individual, I as a person or as a political being or as I belonging to a political party as I said, 'is unfair'. There were no motives and the Government of Pakistan Peoples Party proved its stand, proved what we stood for, proved what we said on the floor of these august Houses that when a High Court of Baluchistan gave a decision we accepted it whole heartedly.

Mr. Deputy Chairman: Yes please Abbas Shah Sahib on point of order.

Syed Abbas Shah: Mr. Chairman, you have to request the Minister that the Constitution on which we have taken oath should not be called distorted and mutilated. It is just against the privilege of this House.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Syed Abbas Shah Sahib, I don't think this is a point of order because there have been eight amendments in the Constitution. It is not the original one as envisaged in 1973.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: The Minister might have taken note

of your view. Thank you. So, I will request the House that when the Minister is making a statement, Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui, please try to avoid the cross talks, please listen to what he is saying. Because he is responding to your statements what you people have delivered. Please give full attention to the statement of the Minister.

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Behrawar, I think, let us avoid this controversy and let him (the Minister) finish the statement.

Akhunzada Behrawar Saeed: No, Sir. To submit that if the Constitution has been mutilated, it has been mutilated for eight times not one time.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Justice Minister.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Thank you, Mr. Chairman, Sir. As I was submitting that when the High Court of Baluchistan gave a judgement, the Government of Pakistan Peoples' Party accepted that judgement in totality and besides I called this Constitution unfortunately mutilated for the reason that today I just drew the kind attention of the honourable Members of this very august House to two Articles: Article 134 and Article 135 of this present Constitution do not exist any more in the Constitution. It would not be out of place to mention here, Mr. Chairman, Sir, that four Articles of the original Constitution as it existed on 5th or 4th July, 1977 have been swallowed, have been taken away, have been omitted — Article 71, 96, 134 and 135. Now Article 135 in particular is more relevant, is the most relevant to the situation of Baluchistan, from where Mr. Chairman, you and the nation can judge the integrity and honesty of the Pakistan Peoples Party's Government. Article 134 said when it existed in the Constitution that in case a Chief Minister resigns and if the Assembly is in session, that is the provincial Assembly, the provincial Assembly shall forthwith proceed with the election of the Chief Minister, and if the Assembly is not in session the Governor shall summon the Assembly within 14 days for the purpose of election of a Chief Minister. Article 135, Mr. Chairman, said that in case a Chief Minister dies or a seat becomes vacant which was a situation in Baluchistan and if the Provincial Assembly is in session it shall forthwith proceed with the election of the Chief Minister and if not in session, the Governor

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

shall within a period of 14 days summon the Provincial Assembly for the purpose of election of a Chief Minister. Now, there is an explicit categorical time-frame given in the Constitution which should be, that tells us how the Constitution should be a constitutional document, a law, a basic law of the land, a basic law of the people must be coherent, must flow like a beautiful spring. It must tell you what are your rights and what are your liabilities. Sir, the Government of Pakistan People's Party was faced with a situation after the orders of the Baluchistan High Court, there was no Chief Minister. The honourable High Court in its wisdom decided it that the provincial Assembly exists. Now had Article 135 been there, it was incumbent on the Govenor, it was incumbent on the Government of the day to summon the Assembly within 14 days for the purpose of election of a Chief Minister. But today, Mr. Chairman, Sir, I state this with all the authority and humility there is no time-frame given today in a given situation as it existed in Baluchsitan on the day when the Assembly was restored. We could have if the Government wanted to be to play round with the Constitution. If the Government of Pakitan Peoples Party, God forbid, wanted to deviate, and waited and summoned the Assembly when we so desired. But the Prime Minister of Pakistan, the leader of the Pakistan Peoples Party directed the Governor of Baluchsitan Mr. Chairman, Sir, and these facts can be verified that even though Article 135 does not exist in the Constitution but I direct you to kindly summon the Assembly within that period of 14 days as it existed prior to there mutiliations and distortions in the Constitution.

Mr. Chairman, Sir, I state this with little sadness that, our crime has been, eversince the people of Pakistan were kind enough to give us a mandate to serve them, that we have been following the law and the Constitution. Mr. Chairman, Sir, I said it is very unfortunate but facts must be brought before the country, before the people. When the Baluchistan Assembly was dissolved a proposal was brought to the Government by the other party who now feels annoyed with the use of words mutilation and distortions that alright this is a very unpalatable provision in the Article 112 as it permits a Chief Minister who has not obtained the vote of confidence also to advise dissolution, therefore, kindly amend the Constitution to that extent. In our view, Mr. Chairman, Sir, that itself is a distoration obtaining of vote of confidence of the Chief Minister because a Chief Minister of any province under the provision of the Article 130 is elected after 23rd of March, 1988. All these Chief Ministers got

elected. Now I do not understand the wisdom of those constitutional wizards who introduced these patch-wors in the Constitution. That a person who gets elected today has to obtain a vote of confidence also tomorrow. That is understandable in a case when a Chief Minister was nominated prior to 23rd of March, 1988. But I had not encumbered this honourable House regarding Eighth Amendment because we are glad, and I am personally grateful that our request has been acceded to, that every representative of the people regardless of his party affiliations whether it is IJI or any other party is prepared to talk and discuss these amendments in the Constitution which were brought about through Martial Law Orders, through RCOs and through PCOs. If I start recounting the distorations in the Constitution I would take more time than I think I need to encumber this House but as I said let us do it in that spirit. I assure my very honourable Members.

Certain Members used even expressions which I wish they had not used that our Government's 'Chamchas' have filed these writ petitions. We make this statement before this honourable House that we as a democratic party have not asked any one to file a writ petitions but on the other hand we respect the right of every citizen and we will fight for that right, we will fight into our last breath for the right of every citizen of Pakistan to go to a court of law if he or she feels that a court of law has to intervene. We will bow our heads before decisions of the superior judiciary. We shall never be an impediment in the way of superior judiciary's wisdom because that is their purpose — interpretation of the Constitution, interpretation of laws and if a citizen feels that he has to get a certain law interpreted, that he has to get certain constitutional provisions interpreted, I think this is his right. This is the fundamental right of every citizen. Why should we grudge him and why should we grudge her ? We on the other hand, as I submitted, are prepared to disc every distoration in the Constitution for the betterment of the country.

Much has been endeavoured to be made about the imbalances in the powers between the Prime Minister and the President. There is hardly any imbalance between the powers of the President and the Prime Minister. We are not concerned and we for one, I mean this Government, is not worried about this so-called imbalance. We are worried about, as I said, uncertainties. Mr. Chairman, Sir, there are

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

so much uncertainties in the Constitutional provisions today. Such expressions have been used which are not even defined in the Definition, Article 260: where there is always a moot point, where there is always a conflict and we do not want conflicts Mr. Chairman, we do not want uncertainties. They said why this Government is giving priority to the Eighth Amendment. Yes, this Government is giving priority to the Eigth Amendment because Mr. Chairman, Sir, let us face facts, we have been accused of many things. I will not dilate on them but let us be courageous enough to face the facts. The uncertainty in the legal system of last 11 years, Mr. Chairman, Sir, has been unprecedented in the annals of any democracy in the world or even a dictorship in the world. There were three parallel systems, legal systems functioning at a time. A citizen was at the total mercy of an SHO and at the last minute, the SHO would hold his pen and say, "all right, where should I send you"? That was the legal system prevalent during the last 11 years because of these uncertainties, because of these constitutional distortions and because of no clarity of law. Today, in the country what we want and what we are endeavouring to give is a clear law to the people of Pakistan. They must know what their law is. They must know what their Constitution is and I very respectfully disagree with the honourable Members who say that people in the street do not understand their Constitution. They do. They do understand their Constitution. They know what is good for them, they know what is bad for them. We shall never assume unto ourselves a role that we know what is good for the country. No. We shall always be guided by the people in the street, by the people in their houses, by the people in the villages, by the people in the hills. We shall be guided by them. If this is our crime Mr. Chairman, Sir, then I must tell my respected and honourable Members that that crime Pakistan Peoples Party shall commit as long as it exists as a political entity.

Then Mr. Chairman, Sir, much and very loud criticism has been made about the release of prisoners. The press statements were given. We ignored them because we thought that in the press at times statements are given without looking at the substance of the law, without understanding what had happened but when honourable Members — very respectable Members and very learned Members made criticism from the floor of the most august House in the country without even caring to look at the notification that was issued by the Government then it becomes our duty and it is incumbent on me and my government to state facts. Which prisoners were

released ? Mr. Chairman. Sir, the prisoners who were ordered to be released and that was only an advice given to the President were .

> Category 1. Persons who were convicted to 14 years RI by military courts because they were not arranged before the court, meaning thereby that they did not either appear or they could not appear.

And Mr. Chairman, Sir, any worthy Member, any citizen of this country if he wants or cares to know the details, would find that there are cases where people have been rotting in jails, convicted and sentenced to 14 years R.I. because they could not appear before those high and mighty courts and had they appeared the total sentence which a court could have granted to them for the substantive offence that they were charged with was three years. There are cases Mr. Chairman, where the total sentence if the persons had appeared before the court could not have been more than four years — that was the total permissible punishment under the law, but even those persons were given 14 years. And what had the Government said? The Government of the Pakistan Peoples Party said that we recommend clemency to those people but they shall be tried for the substantive offences before ordinary courts of law. Why have these honourable Members today become so allergic to ordinary courts of law. To the courts which have always acquitted themselves most honourably when there was no undue pressure.

Now, talking of courts they say, 'there are no constitutional deviations'. I feel ashamed Mr. Chairman, Sir.as a Law Minister to have an authority under this distorted Constitution to dismiss a High Court Judge in a way that if I transfer a High Court Judge from one province to an other and if he does not go there, he loses his High Court Judgeship. That is today's Constitution Mr. Chairman. I do not want such authority. We do not want such authority. Is that the respect for the superior judiciary ? Are we giving them respect, are we giving them independence ? And then they say there are no distortions in the Constitution. On the one hand this august House passes a law a few days back that no civil servant should be condemned unheard. Very good. Nobody in the world should be condemned unheard but a Judge of a High Court Mr. Chairman, Sir, today is removed or he stands dismissed from service because one worthy or honourable Minister tells him to go from one province to the other or the honourable President tells him to go from one

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

province to the other and he does not go, therefore, he goes home without being heard and without being given a chance to explain his position. Sir, this is today's Constitution. These are our worries Mr. Chairman, Sir. These distortions we want to remove. Mr. Chairman, we are not concerned, as I said, with trivial things. They said there are certain Articles which are very trivial. Yes. We would accept any thing reasonable. We would accept any thing which is for the betterment of the country. Sir, let us not talk only of the betterment of the country, let us also do some thing. As I said we can talk because past 11 years have been a very recent past but except a few sentence that I said, I would not dilate on that. What happened to one of us sitting here before this honourable House? Mr. Chairman Sir, we have no acrimony now in our minds. We have forgiven and forgotton. Today, I am really glad, we are discussing amongst ourselves, and some of the worthy Members of this august House who were riding those mighty horses during last eleven years have started talking of fundamental rights, laws and rule of law today, I am grateful to them. I am really grateful to them, that is a change that Peoples Party has brought about. They say what change have you brought about. This is a change we have brought about. Worthy honourable Members, you talk about rule of law and we admire you for that. Thank you that you have started talking of rule of law today. You never bothered about rule of law when most of my colleagues were rotting in jails and for what, merely because they are suspected to do something a month later from today not even today Mr. Chairman, Sir. And today they talk of rule of law, we respect them. We shall *Insha Allah*, that is a commitment, see to it that there is a rule of law in the country. We will give everything that we have to make this commitment come true, *Insha Allah*, in this country. Every one must know what is a law.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Akhunzada Behrawar Saeed on a point of order.

Akhunzada Behrawar Saeed: Fundamental rights were restored in 1985, they were not restored by this Government. We have been talking about fundamental rights since then.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. This is no point of order. The Law Minister never denied this.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: So, Sir, because we were told

by our certain Members in very kind words that we must show tolerance to dissent. There were certain speeches, very instructive, and I assure this House Mr. Chairman Sir, that the Government has taken note of all those kind words. I am not talking in a sense that kind words to our persons but kind words to the country.

This one matter I had very hesitantly liked to touch upon. Mr. Chairman Sir, the endeavour of Pakistan Peoples Party is to bring about a change in the thinking processes of the people of the country that we start talking about institutions. Yes, we are also grateful to individuals because the circumstances as they existed in August till the Pakistan Peoples Party's Government was inducted, yes some of the individuals did play a role and we also admire their courage but as a proud citizen of Pakistan I also feel a little ashamed that I have to thank individuals instead of having a system in my country which automatically goes from one step to the other. That is a great misfortune and that is an endeavour of Pakistan Peoples Party, that is an endeavour of this Government to give a system, to have a Constitution in the country which provides for all those situations which is not dependent on a goodwill of an individual or the benevolence of an individual. Today's individuals are very worthy and very honourable people but Mr. Chairman Sir, laws are not made and authorities are not given to people which could be misused. That is the only difference and I beg this honourable House to take note of this. There should be no authority given to any individual howsoever high he may be in a country which can be misused. Let the authorities, let the powers be so defined that the maximum utilization of those powers do not harm the country. They say that what distortion is there? I say distortions are not one, not two, more than dozen distortions. Whereas I said powers are given to individuals and we are totally dependent on the sweet will of those individuals.

The word 'discretion' Mr. Chairman Sir, and I say it with an authority before this honourable House again not throwing it as a challenge but as a very ordinary and humble student of law to show me any Constitution in the world where [illegible] There is no law in the world excepting laws that we have which are preventive i.e. detention laws, there are no laws leave aside a Constitution where word 'discretion' is used. There are never discretions Mr. Chairman Sir, in running the affairs of the Government at that level, they have to be done through the Parliament. Mr. Chairman Sir, I beg this House and I beg the honourable Members to be clear to

[Syed Iftikhar Hussain Gilani]

make i.e. my mind clear about one thing i.e. our perception i.e. the perception of Pakistan Peoples Party and the perception of the leaders of the Pakistan Peoples Party is that the people of Pakistan want parliamentary form of government. Broadly speaking there are two forms of government through which democracy is functioning in the world. One is presidential system and the other is parliamentary form of government. These two forms of government have been functioning in the world over a period of centuries. They have become almost watertight systems Mr. Chairman Sir. Again I say it with all humility that these watertight systems today are working in totally different perceptions. I don't say one is more democratic than the other but you cannot synthesise and I say that with all the authority and I challenge that you cannot synthesise a system of parliamentary form with the presidential form. No, you have to take a clear and explicit decision which forms to follow and if you have decided to have a parliamentary form of government then let us be courageous enough to give to the country, to the nation an undiluted parliamentary form of government. This is what we want. We have to give this country an undiluted parliamentary form of government. Let me have any other formula where parliament is supreme. We want the elected representatives of the people to be supreme that is what we are fighting for: that is what we have been fighting for and that is what we shall fight for. We want these Houses to be supreme. We want that all decisions about the fate of the country be taken on the floor of these Houses and not in Houses which have nothing to do with the floors of these Houses, by the people who are not answerable to the common man of Pakistan.

Sir, what logic is this? What law is this? What equity is this? That a person is given an authority who is not answerable to the people of Pakistan, we are answerable to the people of Pakistan, therefore, we have a mandate to decide the fate of the people of Pakistan. Let me have a formula on the floor of the House and I will bow my head before that formula and that is the bottomline of Pakistan Peoples Party. The Houses of Parliament that is the National Assembly and the Senate shall be supreme. They shall be the supreme law making bodies of the country. Let us have this formula and we will accept it. How can you synthesise; how can you talk about? Sir, let us not talk about sort of reciting couplets. Let us talk of facts. How can you synthesise these two systems? You cannot. Where in the world have they synthesised these two systems? Where in the world have they brought those patch works together. We must be

clear. Alright, if you want a presidential system let us go to the people and have presidential system if they so want, but if the people of Pakistan in their wisdom and Mr. Chairman Sir, to my mind after Godly wisdom the street wisdom has decided that Pakistan shall have a parliamentary form of government then we must have a parliamentary form of government. Then you cannot have a patch work Mr. Chairman Sir. In the President's Address which may be coming for discussion before this august House also which we are discussing in the National Assembly there was one beautiful sentence, and a very profound sentence, a very far reaching sentence where he said,

> "There I will just say one sentence that all our worries, all our problems that we had to face in the past were because of deviation from the Constitution."

Mr. Chairman Sir, I beg all the worthy Members, let us not deviate from the Constitution. At times a certain provision of the Constitution may be unpalatable to my person but I have to live with that. It may be unpalatable to a government but we shall live with it and we promise this and we make this commitment to the people of Pakistan. Let us not talk of amending one part but not amending another part because this part has hurt me, therefore, it must be immediately amended. This part has not hurt me.

Let us forget adhocism Mr. Chairman. We have lived in a system of adhocism for the last 11 years. Let us do away with it. Let us have permanent system. Let us have permanence in our laws. Let us have permanence in our institutions. Let us have permanence in our Constitution. There is also another view 'yes' but I beg that view be forgotten now. It is not a country of adhocism. We have had enough of adhoc arrangments. Let us have permanent arrangement. Let us sit over the Constitution, talk about it. When they say that we make statements 'yes' Mr. Chairman Sir, we did talk about referendums. What referendum is meant for? There is a constitutional provision. Whether the purpose of referendum is that if you say, "I am a *Musalman*, therefore, I will remain a President for five years". Which more important issue can come before the nation and we talk of a referendum that if today the Government of the day feel that the will of the people is being negated what recourse does the Government have? When we are convinced, I am not talking that we are, I am saying, I am giving an hypothetical situation that is what I

talked about, that if God forbid the Government of the day is convinced that the will of the people of the country is being negated by a Parliament what course do we have. We have two courses; either dissolve the Assembly or go to the people and ask them what do you want to that particular issue. What is the harm? Why are we scared to go to the people. If we have merit, if we have served the people, if we have been honest and if we are honest. I am sorry, I don't talk about the past because that is little touchy. If we are honest today, I assure you, people will return us to serve them again. When we talked about referendum the purpose was this that if God forbid a situation arises where we feel that as I said the will of the people is being negated that may be an alternative which could be resorted to. We never, Mr. Chairman, Sir, Government of Pakistan Peoples Party, and Minister of the Cabinet of Mohtarma Benazir Bhutto said anything which was against the law or against the Constitution and we hope that in this spirit we shall work. There has been lots of kind words in this House. I am personally grateful, my government is grateful as few members mentioned 'yes' this is how we should functions that certain laws which were brought here before this House but laws are not the laws of the Government, Mr. Chairman Sir, they are the laws of the people of Pakistan. Yes, that spirit is a beautiful spirit. We assure Mr. Chairman, this House, that we shall endeavour to work in that spirit. We shall endeavour to work with understanding and we shall also seek guidance from this House whenever we need. There is no acrimony as far as we are concerned. There is no venom as far as we are concerned, affection we shall pass on as much as we are capable of. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you very much. The House is adjourned to meet tomorrow 13th February at 10.00 of the clock.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning, on Monday, February 13, 1989].

PCPPK–Litho/2667(88-89) Senate–6-6-1991–300.